سورت اقدس عوارف المعارف آنکه بر انسان
خصوصا و فائض بر [illegible] عموما فائض [illegible]
[illegible] وقت [illegible]
حضرت شیخ [illegible] کرد اند [illegible]
[illegible] عالم وجود [illegible] الیست از [illegible]
ظهور شهود [illegible] الیست از شهود وجود [illegible]
[illegible] کلمات حقائق [illegible]
کتاب [illegible]
[illegible]
القدس غایت [illegible]
[illegible]

عوارف معارف آلہیہ کا جو انسان پر خصوصا نازل
اور تمام ممکنات پر عموما فائز ہیں خرف [illegible]
[illegible] صدق و خلوص کی روشنیاں [illegible]
[illegible] تجلیات [illegible] وقت کی ہیں جن کے [illegible]
[illegible] وجود عالم [illegible] قطرہ [illegible]
[illegible] شہود [illegible] ظہور [illegible]
[illegible] جس نے کتاب [illegible]
[illegible] ہزار [illegible] کلمات حقائق [illegible]
[illegible]
[illegible] لطائف القدس غایت [illegible]
[illegible] جن [illegible]

بنی آدم گردانید و خلعت خلافت بموداے انی
جاعل فی الارض خلیفة بخشید و آخر از ذریات
او انبیاء و اولیاء را بمزید عنایت و کرامت مخصوص
کرد و در حجر رعایت و حمایت خود بپرورد و سر آمد ہمہ
کہ و مہ خاتم المرسلین و افضل النبیین را فرمودہ بر تخت
محبوبیت نشاند و تاج اجتبا بر سر نہاد و طریق تنفیذ
ہدایت او بر جن و انس و ملک و ملکوت کشاد و علماء
امت او را بمصداق علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل
بخلافت دعوت نبوت بجاے انبیاء بس آنہا نہاد
و دامن ہمت این پاکبازان را از تلوث اغراض
دنیاوی بہ شعبیہ پاک بافشاند از بنجاست کہ دست ہمت
ایشان از نعمت کونین کوتاہ است و پاے طلب در
راہ ایشان سیاحان بیداے طریقت و سیاحان
دریاے حقیقت و از فرط رحمت بر ہمہ حرکت و سکنت
از جوارح و جوانح ایشان نقیبے از نقباے حشمت خود
بر گماشت و بطریق تزکیہ و تصفیہ نفوس و قلوب
ایشان را از ملابس صفات منسلخ فرمود و خلعت وجود
باقی بر بدن ایشان بدل آن راست نمود و صلوٰتے
کہ اثر آن در آجل و عاجل بماند نثار او بارگاہ سید

ابو البشر کیا اور خلعت خلافت بمصداق انی جاعل[1]
فی الارض خلیفہ بخشا اور آخرین اون کی اولاد
سے انبیاء و اولیاء کو بزیادتی عنایت و کرامت مخصوص
اور اپنے آغوش رعایت و حمایت مین پرورش کیا
اور سب کا سردار خاتم المرسلین افضل النبیین کو فرما کر
تخت محبوبیت پر بٹھایا اور بزرگی کا تاج اون کے سر
پر رکھا اور اون کے طریقہ اجراے احکام ہدایت کو
جن و انس و ملائکہ و ملکوت پر کھولا اور اون کے علماے امت
کو بمصداق اسکے کہ میرے علماء امت انبیاء بنی اسرائیل کے
ایسے ہین انبیاء کا خلیفہ کیا اور ان پاکبازون کی دامن
ہمت کو دنیاوی اغراض مین آلودگی سے پاک رکھا
اسی لیے انھون نے کونین کی نعمتون سے ہاتھ اوٹھایا ہے
اور راہ طلب مین قدم رکھا ہے یہی لوگ میدان طریقت
کے طے کرنے والے اور دریاے حقیقت کے تیرنے والے
ہین اور بکمال رحمت ان کے تمام اعضاء کے حرکات و
سکنات پر اپنے نقباے حشمت سے ایک نقیب مقرر
کیا اور تزکیہ و تصفیہ سے انکے نفوس و قلوب کو حجابات صفات سے
جدا کیا اور بجاے اُسکے وجود باقی کا خلعت انکو عطا کیا اور درود
درود جسکا اثر جلد ہوا اور دیر تک رہی اُن ذوات بابرکات کے لائق ہے

[1] یعنی بنانے والا ہون زمین مین ایک نائب ۱۲

که تمامه انبیاء را پیشوائی بحق اوست وجمله
اصفیا را رہنمائے مطلق او صلی اللہ علیہ وعلی
آلہ الطاہرین واصحابہ الزاہرین
اما بعد بر قاصدان کعبۂ حقیقت و سالکان مسالک
شریعت پوشیدہ نیست کہ کتاب عوارف المعارف
حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی در علم عالی
تصوف از متانت عبارت و رزانت اشارت
مشتہر است در عموم کالشمس بین النجوم کہ از غایت
احتیاج محتاج بتذکیر و تذکار نیست الحق کہ قفاوۂ
تصوف است و لب لباب شرح تعرف دیباچہ اش
از دقت لغات مشکل فہمیدن دشوار تا بہ فہمیدن
خاتمہ اش چہ رسد چون بندۂ احقر مشہور بہ انور
ابن قدوۃ السالکین و عمدۃ العارفین الوحید الفرید
الفقید المدید خلف سلف الاثر مولانا شاہ علی اکبر قلندر
مد ظلہ العالی ابن الشیخ الاکبر آیۃ من آیات اللہ و
معجزۃ من معجزات رسول اللہ صاحب مقامات
کشف و عیان دانائے احوال اعیان و اکوان
ذو السلسلۃ الازہر مولانا و جدنا شاہ حیدر علی قلندر
نور اللہ ضریحہ المنور و صیر مرقدہ کاظم الاثر و خوشہ چین

جو تمام انبیاء و اصفیاء کی پیشوا و رہنما ہے خدا کا درود و سلام
آپ اور آپ کی اولاد پاک و اصحاب پاک پر
اسکے بعد قاصدین کعبۂ حقیقت و سالکین مسالک شریعت
کو معلوم ہو کہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی
کتاب عوارف المعارف علم تصوف میں اپنی خوبی
عبارت و عمدگی اشارت سے عام میں ایسی مشہور ہے
جیسے ستاروں میں آفتاب اور اپنی غایت شہرت
کے کسی ذکر و تذکرہ کی محتاج نہیں سچ تو یہ ہے کہ
تصوف کا قفاوہ ہے اور شرح تعرف کا خلاصہ ہے جب
اوس کا دیباچہ ہی مشکل لغتوں کی وجہ سے سمجھنا
دشوار ہے تو خاتمہ تک سمجھنے کو کوئی کیا کہے -
بندۂ احقر مشہور بہ انور ابن قدوۃ السالکین و
عمدۃ العارفین وحید فرید فقید مدید خلف سلف الاثر
مولانا شاہ علی اکبر قلندر مد ظلہ العالی - ابن شیخ اکبر
آیت الٰہی و معجزہ رسالت پناہی صاحب مقامات
کشف و عیان دانائے احوال اعیان و اکوان
صاحب سلسلۂ ازہر مولانا و جدنا شاہ
حیدر علی قلندر نور اللہ ضریحہ المنور و
صیر مرقدہ کاظم الاثر - و خوشہ چین

خرمن افاضت حضرت قدر قدرت محی الوقت
غوث السالکین غیاث العارفین کاشف اسرار توحید
حافظ اذکار تفرید مولانا و استاذنا شاہ تقی علی
قلندر عطر اللہ مضجعہ المعطر با معان نظر بمطالعہ این
کتاب برکت نصاب مشرف شد بعضی صدیق
رفیق خواستگار آن شدند کہ ترجمۂ خطبۂ آن بطور شرح
نوشتہ دہم لاجرم بپاس خاطر شان خامہ بدست
آوردم و بجلبات چند شرح آن حسب استعداد خود
نوشتہ دادم و چون این کتاب مستطاب بلحاظ کثرت
شروح خویش در صرف قلم بسیار از مشایخ آمد لہذا نام این
رسالہ تحفۃ الصوفی فی ترجمۂ خطبۃ العوارف
گردانیدم امید کہ مقبول اخوان باصفا گردد اکنون
شروع بمطلب مسکینم و می گویم قال الشیخ السہروردی

خرمن افاضت حضرت قدر قدرت محی الوقت
غوث السالکین غیاث العارفین کاشف اسرار
توحید حافظ اذکار تفرید مولانا و استاذنا شاہ
تقی علی قلندر عطر اللہ مضجعہ المعطر نے جب بغور اس
کتاب برکت نصاب کا مطالعہ کیا تو بعض دوستون
نے یہ خواہش کی کہ خطبہ کا ترجمہ بطور شرح مین
لکھدون لہذا اون کی خاطر سے مین نے قلم اوٹھاکر
اوس کی شرح حسب استعداد خود چند جلسون مین
لکھ ڈالی اور چونکہ یہ کتاب بلحاظ کثرت شروح
بہت سے مشایخ کے صرف قلم مین آئی اسلیے مین نے
اس رسالہ کا نام تحفۃ الصوفی فی ترجمۂ خطبۃ العوارف
رکھا امید کہ مقبول اخوان باصفا ہو اب مین مطلب شروع
کرتا ہون اور کہتا ہون کہ حضرت شیخ سہروردی فرماتے ہین

قولہ الحمد للہ العظیم شانہٗ

جمیع محامد خواہ حمد خالق باشد خود بر ذات خود یا
مخلوق راجع است بسوے خدا کہ بزرگ ست
شان او باید دانست کہ ارباب صناعت لام
مطلق را دو قسم ساختہ اند یکی اسمی دیگرے حرفی۔
اسمی آنکہ داخل شود بر مشتقات کالمصدر و الصفۃ المشبہۃ

تمام تعریفین خواہ خدا خود اپنی تعریف کرے یا مخلوق
وہ سب اوسی ذات کی طرف راجع ہین جس کی بڑی
شان ہے۔ جاننا چاہیے کہ ارباب صناعت
نے لام مطلق کی دو قسمین کی ہین ایک اسمی دوسرا
حرفی اسمی وہ جو مشتقات مثلاً مصدر و صفت مشبہ

و فعل التفضیل و اسم الفاعل و المفعول کہ دالست
بر ذات شی سه حرفی آنکہ برای تعریف و تعیین مدخول
خود موضوع ست و آن بر چہار صنف است اول لام
عہد خارجی کہ بدان اشارہ کردہ میشود بسوی فردی
و حصہ از افراد و حصص آن حقیقت کہ آن فرد معتبر نزد
مخاطب بود نحو الیس الذکر کالانثی ای لیس
الذکر الذی طلبت امراة عمران کالانثی
التی وھبت لھا دوم لام جنس کہ اشارہ کردہ شود
بآن سوی جنس و طبیعت کقولک الرجل خیر
من المرأة یعنی حقیقة الرجل خیر من حقیقة
المرأة سوم لام استغراق کہ اشارہ کند بسوی
حقیقتی بشرط تحقق و شمول آن در ضمن جمیع افراد
نحو اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ چہارم لام عہد ذہنی کہ اشارہ کند
بسوی حصہ از حصص حقیقتی کہ معہود و معتبر میان
متکلم و مخاطب نبود بلکہ بطریق احتمال دائر میان
افراد باشد پس مدخولش در حکم نکرہ باشد نحو و اخاف
ان یأکلہ الذئب پس لام این جا یا برای جنس
است و این ظاہر است یا برای عہد خارجی

و افعل التفضیل و اسم فاعل و اسم مفعول پر داخل
ہو کہ ذات شے پر دلالت کرتا ہے اور حرفی وہ جو
اپنے مدخول کی تعریف و تعین کے لیے بنایا گیا ہے اور
اوسکی چار قسمیں ہیں اول لام عہد خارجی جس سے اوس
حقیقت کے افراد و حصص میں سے اُس فرد و حصہ کی طرف
اشارہ کیا جاتا ہے جو مخاطب کے نزدیک معتبر ہے جیسے
الیس الذکر کالانثی یعنی وہ مرد جس کو عمران کی بی بی
نے مانگا اوس عورت کی طرح نہین ہے جو اوسے بخشی
گئی دوسرا لام جنس جس سے جنس و طبیعت کی طرف اشارہ
کیا جاسے جیسے یہ قول کہ الرجل خیر من المرأة یعنی مرد کی
حقیقت عورت کی حقیقت سے اچھی ہے تیسرا لام استغراق جو
کسی حقیقت کی طرف بشرط اوسکے ثبوت و شمول کے
بضمن کل افراد کے اشارہ کرے جیسے ان الانسان
لفی خسر الا الذین آمنوا و عملوا الصالحات چوتھا لام عہد ذہنی
جو اشارہ کرے کسی حقیقت کے حصوں میں سے اوس حصہ
کی طرف جو متکلم و مخاطب میں معہود و معتبر نہو بلکہ افراد میں
بطریق احتمال دائر ہو تو اوس کا مدخول نکرہ کے حکم
مین ہوگا جیسے و اخاف ان یاکلہ الذئب تو یہان
پر لام یا جنسی ہے جو ظاہر ہے یا عہد خارجی ہے

مشیر القوله علیه السلام الحمد لله ما اضعاف

ما حمده جمیع خلقه کما یحبه و یرضاه و این

جا معنی استغراقی مراد گرفتن و باراده استغراق تمام

جنس که طبیعة کلیه افراد خود است اخل شمردن

مناسب لائق می نماید چه که درین صورت حاصل

معنی فقره چنان خواهد بود که جمیع محامد جمیع مراتب

از ملک و ملکوت همه عائد باوست زیرا که چون باز گشت

ذوات همه بسوے اوست رجوع صفات و احوال

وغیره من حیث انها عرضیات الذات

بطریق اولی جانب او خواهد بود و این است معنی

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ

ماحمد مر به این او حمد است در هر آن که آمراست در

همه شان و حمد در لغت بمعنی ستودن است و حاصل

مصدرش ستایش و آن چهار چیز می خواهد حامد و

محمود و محمود علیه و به این جا همه موجود اند که بنده

حامد است و خدا محمود و محمود علیه نعمات شامله و

آلات کامله او محمود به همین عبارت خطبه است و

تفصیل این حمد از اهل لغت به عبارات مختلفه آمده

نزد بعضے ثنائے که بر فعل جمیل کسی باشد و نزد

مثل آنحضرت صلعم کے اس ارشاد کے که الحمد لله اضعاف [1]

ما حمده جمیع خلقه کما یحبه و یرضاه اور یہان استغراقی معنے

مراد لینا اور باراده استغراق تمام جنس کو جو اپنے افراد کی

طبیعت کلیہ ہے داخل سمجھنا مناسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ

اس صورت مین فقرہ کا مطلب یہ ہوگا کہ تمام محامد کل

مراتب ملک و ملکوت سے اوسی کی طرف عائد ہین کیونکہ

جب تمام ذاتون کا مرجع وہی ہے تو صفات و احوال

وغیرہ کا بحیثیت اونکی عرضیات ذات ہونے کے مرجع بھی

بطریق اولی وہی ہوگا اور یہی [2] [illegible]

الیه ترجعون کے معنے ہین [illegible] اوسی کے لیے ہر وقت

حمد ہے جو تمام [illegible] ہے اور حمد کے لغوی

معنے تعریف [illegible] کرنے کے ہین [illegible] کا حاصل مصدر ستائش

ہے جو چار چیزین چاہتا ہے حامد و محمود و محمود علیہ

و محمود بہ اور یہان سب موجود ہین کہ بندہ حامد ہے

اور خدا محمود اور نعمات شاملہ و صفات کاملہ

محمود علیہ اور عبارت خطبہ محمود بہ اور اہل لغت

نے اس حمد کی تفصیل مختلف عبارتون سے

کی ہے بعض کے نزدیک وہ تعریف جو کسی کے

اچھے فعل پر کی جاوے۔ اور بعض کے نزدیک

برخے وصف جمیلی کہ بقصد تعظیم بود و در اصطلاح
فعلی کہ بمقابلۂ نعمت بر تعظیم منعم دلالت کند و ہم
دراین معنی است شکر لغوی و نقیض حمد ذم است
و نقیض شکر کفران والنسبة بین هذه المعانی
عموم من وجہ جائیکہ حمد بمقابلۂ نعمت بر زبان
آرند ہر دو صادق اند و جائیکہ بجوارح دیگر بود
شکر است نہ حمد و جائیکہ بدون مقابلۂ آید حمد باشد
نہ شکر۔ و اَللّٰہ مہموز فاء است در اصل اَلْاِلٰہ بود
بفتح ہمزۂ اول و سکون لام اول و کسرۂ ہمزۂ ثانی
و فتح لام ثانی بعدہ الف و ہا بمعنی معبود حرکت
ہمزۂ ثانی نقل کردہ بما قبل دادند و ہمزہ را حذف
کردند اَللّاہ شد بعدہ قاعدہ یافتند کہ دو حرف
صحیح از یک جنس فراہم آمدند لام اول را ساکن
کردہ در دوم ادغام کردند اللہ شد و یا مثال واوی است
کہ در اصل اَلْوِلاہ بود بکسر واو منحرفہ واو را بہمزہ بدل
کردند بقاعدہ اشباع بعدہ حرکت ہمزہ نقل کردہ
بما قبل دادند و ہمزہ را حذف کردند اَللّاہ شد پس
لام اول را بقاعدۂ مذکور ادغام کردند اللہ شد و
بعضی گویند لفظ اللہ سریانی است یا عبرانی کہ در اصل

بقصد تعظیم کسی اچھے کی تعریف اور اصطلاح میں وہ فعل جو
بمقابلۂ نعمت تعظیم منعم پر دلالت کرے اور اسی معنے
میں لغتاً شکر بھی ہے اور حمد کی نقیض ذم ہے اور شکر
کی کفران اور ان میں نسبت عموم من وجہ ہے جہاں پر حمد
بمقابلۂ نعمت بولیں گے وہاں دونوں صادق آویں گے
اور جہاں پر دیگر جوارح سے ہوگی شکر کہیں گے نہ حمد اور
جہاں بلا مقابلہ ہوگی وہاں حمد کہی جائیگی نہ شکر
اور اَللّٰہ مہموز فا ہے اصل میں الالٰہ تھا ہمزۂ اول کے
زبر اور لام اول کے سکون اور ہمزۂ ثانی کے زیر اور لام
ثانی کے زبر سے بعد اوس کے الف و ہا بمعنی معبود پھر
ہمزہ کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دیدی اور ہمزہ کو گرا دیا
اللاہ ہوا پھر بقاعدۂ صرفی دو حرف صحیح ایک جنس کے ایک
کلمہ میں جمع ہونے کے پہلے لام کو ساکن کرکے دوسرے
میں ادغام کر دیا اللہ ہوا اور یا لفظ اللہ مثال واوی ہے
جو اصل میں الولاہ تھا واو منحرف کے زیر سے بقاعدۂ اشباع
واو کو ہمزہ سے بدل دیا پھر حرکت ہمزہ نقل کرکے ماقبل
کو دیدی اور ہمزہ کو حذف کر دیا اللاہ ہوا پھر پہلے
لام کو بقاعدۂ مذکور ادغام کیا اللہ ہوا اور بعض کہتے
ہیں کہ اللہ لفظ سریانی ہے یا عبرانی جو اصل میں

لاہا بود چون معرب کردند الف را از آخر حذف
کردند و در اول الف و لام آوردند و لام را در لام
ادغام کردند الله گردید و در بیضاوی است که الله
در اصل الٰہ بود ہمزہ را حذف کردند و بعوض
وی الف و لام افزودند ہمین وجہ یا الله می گویند
و الف و لام مانع دخول حرف ندا نمی شود مگر این
این اسم شریف مختص معبود برحق گشته و لفظ الله
بنا بر غلبہ استعمال بر معبود برحق استعمال می شود گو
[illegible] و لفظ الله مشتق است
از الہ [illegible] بمعنی [illegible] گویند که مشتق است
[illegible] مشتق است
[illegible] است و این معنی [illegible]
[illegible] مشتق [illegible]
بمعنی [illegible]
[illegible] گویند که
از الہ [illegible] کسی فزع کرد
[illegible] بمعنی اجاره
[illegible] پناه گیرنده [illegible]
[illegible]

لاہا تھی جب معرب کیا تو الف آخر سے گرا دیا اور اول مین
الف ولام لے آئے اور لام کو لام مین ادغام کردیا الله ہوا
اور بیضاوی مین ہے کہ الله اصل مین الٰہ تھا ہمزہ گرا دیا
اور اوس کے عوض مین الف ولام بڑھا دیا اسی وجہ سے
یا الله کہتے ہین اور الف ولام حرف ندا کے داخل ہونے
کو مانع نہین ہوتا مگر نام نامی معبود برحق سے خاص
ہوگیا اور لفظ الله بوجہ غلبہ استعمال معبود برحق پر مستعمل
ہوتا ہے اگرچہ لغتا عام الاستعمال ہے اور لفظ الله
الہ یالہ الٰہة والوہیة سے مشتق ہے اور بعض کہتے ہین کہ
تالہ واستالہ سے مشتق ہے اور کچھ لوگ کہتے ہین کہ الہ سے
مشتق ہے [illegible] اور یہ [illegible] کیونکہ
عقول [illegible] الہت [illegible]
[illegible] مشتق [illegible] کے معنی مین ہے
کیونکہ خلق کے دل [illegible] ذکر سے مطمئن اور اوسکی معرفت
سے [illegible] ہوتے ہین یا کہین کہ الہ سے مشتق ہے
[illegible] ہوتا ہے جب کوئی اوس [illegible]
[illegible] ہوا اوس پر نازل ہوئی اور الہ غیرہ اجارہ کے
معنی مین بھی مستعمل ہوا ہے اس لیے کہ پناہ لینے والا
اپنے [illegible] ذبح کرتا ہے اگر معبود حق ہے

فی الحقیقت او را پناہ میدہد و اگر باطل ست پس زعم
عابد پناہ می دہد یا مشتق از آلہ مستعمل در آلہ الفصیل
کہ قول عرب است ہر گاہ کہ ولع کردہ شود باو پس
زعم اشتقاق اللہ ازین آلہ بدین وجہ کہ عباد مولع اند
بران و عبادت آن - ولام در و برائے اختصاص
یعنی حصر است کذا فی حواشی الکشاف یا بمعنی تعلق
مطلق کذا فی حواشی شرح مختصر الاصول للدوانی و در
اصطلاح اسم ذات واجب الوجود یست کہ مستجمع جمیع
صفات کمالیہ است و مبرا از رذائل و اختیار اسمیہ
جملہ بقصد دوام و استمرار است و تقدیم حمد بر ذات
ازین است کہ او مسند الیہ است در بحث متعلقات
و عامل است در اللہ اصلش حمدا للہ است و این از
مصادر قائمہ مقام افعال است و رفع حمد بقصد
دلالت است بر دوام و استمرار پس او را مرتبہ تقدم
حالاً و مآلاً است کذا فی اطول شرح مطول للشیخ
عصام الاسفراینی و نیز میتواند کہ باعتبار تخصیص
باشد یعنی مقام مقام حمد است چنانکہ مذہب صاحب
کشاف است در تقدیم فعل اقرأ باسم ربک
اگرچہ تقدیم موصوف کہ اللہ است بنظر ذات او اہم بود

تو حقیقتًا اوسے پناہ دیتا ہے اور اگر باطل ہی تو اوسکے
خیال سے پناہ دیتا ہے یا مشتق الہ سے ہے جو
الہ الفصیل مقولہ عرب مین مستعمل ہے جبکہ اوس سے
فریفتگی ظاہر کیجاے تو الہ سے اللہ کے مشتق ہونے کا
خیال اس لیے ہے کہ بندے اوسکی عبادت پر فریفتہ
ہین اور اوس مین لام اختصاص کے لیے حصر کے
معنے مین ہے جیسا کہ حواشی کشاف مین ہی یا بمعنی
تعلق مطلق ہے جیسا کہ حواشی شرح مختصر الاصول
دوانی مین ہے اور اللہ اصطلاحًا اوس ذات واجب الوجود
کا نام ہے جو تمام صفات کمال کی جامع اور برائیون
سے مبرا ہے اور اختیار جملہ اسمیہ بقصد استمرار و دوام ہے
اور ذات پر حمد کی تقدیم اس لیے ہے کہ وہ بحث
متعلقات مین مسند الیہ اور اللہ مین عامل ہے اوسکی اصل
حمد اللہ ہے اور یہ اون مصادر سے ہی جو قائم مقام افعال ہین
اور رفع حمد دوام و استمرار پر دلالت کے قصد سے ہے تو اوسے
مرتبہ تقدم حالاً و مآلاً ہے جیسا کہ اطول شرح مطول شیخ
عصام اسفراینی مین ہی اور یہ بھی ہوسکتا ہی کہ باعتبار تخصیص ہو
یعنی مقام مقام حمد ہے جیسا کہ صاحب کشاف کا مذہب ہے تقدیم فعل اقرأ
باسم ربک مین اگرچہ تقدیم موصوف یعنی اللہ کا بلحاظ اوسکی ذات کی اہم ہے

وشان در صراح است که شان کار و حال یعنی امر
او بزرگ است چنانکه ذات او بزرگ است و مر
اور تعظیم عظمت کمالیه است که مختصه ذات اوست
زیرا چه جمال با کمال خاص او راست نه غیر او را
بخلاف حمد غیر که او شکر است حمد نیست فلله
الحمد رب السموات ورب الارض
رب العالمین۔ و این جا از حمد اگر مراد حمد
شاکرین گرفته شود در فرحیه ذکریه غالب که خراشی
نزند چه که حمد شاکرین اعم است و بوفاے
عوض اتم کما جاء۔ ولئن شکرتم لازیدنکم
ولئن کفرتم ان عذابی لشدید۔ وسر
درین باب آنکه جمیع محامد از حمد اوست و جمال
او حمد نیست مر ذات او را اگر نه بودے این ذات
ظاهر نه شدے حمد در عالم کون کما عمه الله تعالی
فی حبیبه صلی الله علیه وسلم چه که حامد و محمود
و محمد اسماء شریفه اویند و او برزخ جامع است
در احدیت و واحدیت و وحدت و کثرت
مرج البحرین یلتقیان بینهما برزخ
لایبغیان۔ لولاه لما اظهرت الربوبیة

اور شان صراح مین ہے کہ شان کار و حال یعنی اوسکا
حکم بزرگ ہے جس طرح اوسکی ذات بزرگ ہے اور اوسکی
کے لیے تعظیم عظمت کمالیہ ہے جو اوسکی ذات سے مخصوص
ہے کیونکہ جمال با کمال صرف اوسی کے لیے ہے اور کسی کے
لیے نہین بخلاف حمد غیر جو شکر ہے حمد نہین تو اللہ ہی
کے لیے حمد ہے جو آسمانون اور زمینون اور اہل عالم کا رب
ہے اور یہان حمد سے اگر حمد شاکرین مراد لی جاے تو
کچھ حرج نہین کیونکہ حمد شاکرین اعم و بوفاے عوض اتم
ہے چنانچہ وارد ہے کہ اگر تم شکر کروگے تو مین تمکو زیادہ
دونگا اور اگر کفر کروگے تو میرا عذاب بہت سخت ہی اور اسمین
راز ہے کہ تمام تعریفین اوسی کی حمد سے ہین اور اوس کا
جمال اوس کی ذات کے لیے حمد ہے اگر یہ ذات نہوتی
تو عالم وجود مین حمد ظاہر نہ ہوتی جس کو خدا نے اپنے
حبیب صلعم کے لیے عام کیا کیونکہ حامد و محمود و محمد اون کے
نام نامی ہین اور وہ احدیت و واحدیت و وحدت
و کثرت مین برزخ جامع ہین اس ارشاد کے موافق
دو دریا جاری کیے جو باہم ملتے ہین اور اون کے
درمیان ایک برزخ ہے جو اونہین بڑھنے
نہین دیتی اگر وہ نہ ہوتے تو ربوبیت ۔

والرب والفلك وما عبد المعبود وما
حمد المحمود وما قصد المقصود وما
وجد الموجود. واما عظمت شان پس این
هم اگر خلق نبوی و خلق احمدی و شان او اراده
کرده شود بقیاس قرین راستی است البته باند
این جا خدشه آن را هم زائل می کنم این که حمد
پیش معتزله بمقابله فعل غیر اختیاریه است نه که اختیاریه
چه که نزد شان مرجعش خود عبد است چنانکه عبد را
خالق آن قرار داده اند حالانکه ارباب بصیرت
و اصحاب خبرت اگر اندکے تعمق کنند این اختلاف
را بجز معارضهٔ لفظیه چیزے دیگر نه یابند وکیف
لا یکون کذلك می توانم گفت که قدرت
دادن بالاتفاق نزد هر دو فریق از جانب خداست
ولا فعل بالوجه الکمال الا لمن له القدرة
هم مسلم است پس کجا ماند اختلاف در معنی دور از
اعتساف معنی عبارت این گاه آن باشد که عبد
بعد قادر گردانیدن حق سبحانه قادر است بر ایجاد
افعال اختیاریه و قدرت خاصه حق است اجماعاً
و معتزله متاله نیستند و ازین ست که استطاعت

اور رب و فلک ظاہر نہ ہوتے اور نہ معبود معبود ہوتا نہ
محمود محمود نہ مقصود مقصود نہ موجود موجود اور عظمت شان
سے بھی اگر خلق نبوی و خلق احمدی اور اونکی شان
مراد لی جائے تو ٹھیک ہو سکتا ہے البتہ یہاں پر ایک
خدشہ رہ جاتا ہے اوسے بھی میں دور کیئے دیتا ہوں
وہ یہ کہ معتزلہ کے نزدیک حمد بمقابلہ فعل غیر اختیاری
کے ہے نہ اختیاری کے کیونکہ اونکے نزدیک جیسے اپنے
افعال کا خالق خود بندہ ہے ویسے اوسکا مرجع بھی
خود بندہ ہی ہے حالانکہ سمجھداروں کو تھوڑا غور کرنے
سے یہ اختلاف بجز معارضہ لفظی اور کچھ نہ معلوم ہوگا
اور کیوں ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ قدرت دینا بالاتفاق
خدا کی طرف سے ہے اور فعل بوجہ کمال اوسی کے
لیے ہے جسے قدرت ہے یہ بھی مسلم ہے تو پھر
معنوی اختلاف کہاں رہا اب عبارت کے معنے
یہ ہوے کہ خدا کے قادر کرنے سے بندہ ایجاد
افعال اختیاریہ پر قادر ہے کیونکہ قدرت بالاتفاق
خدا سے مخصوص ہے اور معتزلہ متالہ[1] نہیں
ہیں۔ اسی لیے ان کے نزدیک استطاعت

[1] متالہ عبادت کنندۂ حق متالہین حکمای صاحب اسلام

نزد ایشان سابق است از افعال و نزد اشاعرہ
و ماتریدیہ ایجاد و اقتدار ہر دو برائے حق اند و عبد
بیکار از ہر دو فاعرف و انصف

افعال سے سابق ہے اور اشاعرہ و ماتریدیہ کے
نزدیک ایجاد و اقتدار دونون خدا کے لیے ہین او
بندہ دونون سے بیکار ہے۔

قولہ اَلْقَوِیُّ سُلْطَانُہٗ

اقول سلطان بروزن فعلان است بمعنی والی
وحجت و قدرت مشتق از سلطنت بمعنی قہر و غلبہ
کذا فی المنتخب وقوی بمعنی توانا اسے غلبہ او
قویست در غالبیت بخلاف غلبہ سلطان عالم
امکان کہ او بسبب امکان خویش قوت غلبہ
ہم ممکن دارد و فی الواقع ؎ چہ نسبت خاک را
با عالم پاک ✤ سلطان الٰہی محیط ہر شی است و
آخذ ہر موجود بناصیتہا وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ
اِلَّا ھُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِہَا سطوت غیر پیش
سطوتش چون مشعل روبروے آفتاب
پرتوے ندارد و بسان خار و خس پیش گل
رنگ و بوئے نیارد آن راشانے دیگر است و
این را آنے دیگر والحق ؎

سلطان فعلان کے وزن پہ ہے جس کے
معنے والی وحجت و قدرت کے ہین اور سلطنت
سے مشتق ہے جس کے قہر و غلبہ کے معنے ہین
منتخب اور قوی بمعنی توانا یعنی اوس کا غلبہ اپنی
غالبیت مین قوی ہے بخلاف [illegible] دنیاوی بادشاہ
کے جن کی قوت غلبہ بھی بوجہ امکان ممکن ہے
اور واقعی عالم پاک سے خاک کو کیا نسبت سلطان
الٰہی ہر شے کو محیط اور ہر موجود پر قادر ہے۔ کوئی
زمین پر چلنے والی چیز ایسی نہین جس کی
پیشانی وہ نہ پکڑے ہو غیر کی سطوت اوس کی
سطوت کے روبرو مشعل و آفتاب کی طرح ہے
یا جیسے کوڑا پھول کے مقابلے مین اوس کی شان
ہی اور ہے اور اوس کی آن ہی دوسری ؎

جلوہ اش ہر دم بشانے دیگرست
ہر کسے راز و بیانے دیگرست

اوس کا جلوہ ہر گھڑی نئی شان سے ہے۔
اور ہر شخص کا اوس کی صفت مین نیا بیان ہے

قوله الظاہر احسانہٗ

اقول یعنی احسان او ظاہر است محتاج باستدلال نیست وظہورش زیادہ ازین چہ خواہد بود کہ خلق را از بطون بعالم ظہور آوردہ خود را بلباس تقید پوشید وبا این ہمہ پوشیدگی آشکار است وبا این ہمہ آشکارائی پوشیدہ کہ خلایق از ادراک ذات او عاجز اند واگر در متونؔ بطون رقم ظہور نمی پذیرفت شرح حال یکے از ممکنات ممکن نمی شد۔ واگر بہ مکتب ظہور درس نمیداد ہمہ جاہل می بودند ونزدل قرآن فائدہ نمی بخشید پس این ہمہ احسان اوست

یعنی اوس کا احسان ظاہر ہے کسی دلیل کا محتاج نہین اس سے زیادہ اوس کا ظہور اور کیا ہوگا کہ خلق کو عالم بطون سے عالم ظہور مین لایا اور خود بلباس تقید چھپ گیا اور اس قدر چھپ جانے پر بھی ظاہر اور ظاہر ہونے پر پوشیدہ ہے کہ خلق اوسکی ادراک ذات سے عاجز ہین اگر متونؔ بطون مین وہ رقم ظہور نہ فرماتا تو کسی ممکن کی شرح حال نہ ہوسکتی اور اگر مکتب ظہور مین درس نہ دیتا تو سب جاہل رہتے اور نزول قرآن کا کوئی فائدہ نہوتا تو یہ سب اوس کا احسان ہے اور احسان کے یہ معنے ہین کہ اللہ کی عبادت

والاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ وان لم تکن تراہ فانہ یراک وحاصل این دوام حضور بذات الٰہی وانجذاب حسی وروحی وذوق وشوق وجمعیت قلبی است واستغراق در مشہود خود وعلم الیقین باین کہ ہمہ شی کہ ہست از وجود وعقل وغیرہ ہمہ نعمت اوست

یون کرو گویا تم اوسے دیکھتے ہو اور اگر تم نہین دیکھتے تو وہ تم کو دیکھتا ہے جس کا حاصل دوام حضور اور انجذاب حسی وروحی وذوق وشوق وجمعیت قلبی اور اپنے مشہود مین استغراق ہے اور اس کا علم الیقین کہ تم مین جو چیزین عقل وغیرہ پائی جاتی ہین یہ سب اوس کی نعمت ہے۔

قوله الباہر حجتہٗ وبرہانہٗ

اقول باہر بکسر ہا بمعنی روشن وظاہر کذا فی المنتخب

باہر بکسر ہا بمعنے روشن وظاہر ۱۲ منتخب

ؔ متون جمع متن ۱۲

وبرہان بمعنی غلبہ بر خصم کردن لے غالب است
دلیل او بر ہر حجت وبرہان زیراکہ وجود ہر شے
ناطق است بر عظمت موجدے باین ایجاد و
بغلبۂ حجت وبرہان او ہمہ بزبان حال وقال
معترف اند وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ چنانکہ
برائے او حجت وبرہان است برائے خروج
ازنفس وعصیان ورجوع باعتراف آن ست
کہ ما دانیم کہ او راست احسان شان است و
مارا اقرار عبودیت اززبان وایقان بالجنان

اور برہان دشمن پر غلبہ کرنا یعنی اوس کی دلیل ہر
حجت وبرہان پر غالب ہے کیونکہ ہر شیے کا وجود
عظمت موجد پر بوجہ اوس ایجاد کے ناطق ہے اور
اوس کے غلبۂ حجت وبرہان کی تمام حال وقال
کی زبانین مقر ہین اس ارشاد کے موافق کہ اگر
تم اونسے پوچھوگے کہ آسمان وزمین کس نے پیدا
کیے تو وہ کہین گے کہ اللہ نے اور جسطرح اُسکے لیے حجت
و دلیل ہے ویسے ہمین بھی نفس سے نکلنا اور گناہون
سے توبہ اور اسکا اقرار کرنا چاہیے [illegible] اسکا کام عنایت و احسان
ہے اور ہمارا کام [illegible] زبان سے عبودیت کا اقرار اور قلب سے یقین ہے

قوله المحتجب بالجلال

اقول محتجب اسم فاعل است از احتجاب بمعنی پردہ
گرفتن یعنی پردہ گیرندہ است از جلال خود بر
ذات خویش لطیفہ توان دانست کہ اطلاق
احتجاب بر حق سبحانہ صحیح است نہ محجب زیراکہ محجوب
آنکہ حجابش از خارج باشد ومحتجب آنکہ حجاب او
از نفس خود بود پس صفات واجب پردۂ ذات واجب
شدند والّا یلزم الاستکمال بالغیر وسیاق
عبارت این است الذی دخل فی الحجاب

محتجب احتجاب کا اسم فاعل ہے پردہ کرنے کے معنے
مین یعنی اپنے جلال سے اپنی ذات کا پردہ پوش
ہے لطیفہ جاننا چاہیے کہ خداوند تعالی پر احتجاب
کا اطلاق صحیح ہے نہ حجب کا کیونکہ محجوب وہ ہے جسکا حجاب
خارجی ہو اور محتجب وہ جس کا حجاب ذاتی ہو تو صفات
واجب پردۂ واجب ہوے ورنہ غیر سے کامل
ہونا لازم آتا اور سیاق عبارت یہ ہے کہ وہ ذات
جو بصفت عظمت وجلال اغیار سے حجاب مین

عن الاغیار بصفة العظمة والجلالة
و از ینجاست که رویت از متشابهات شد
لا اعتقاد بها حق و کیفیتها غیر مدرك
اما عارفین که دایم در تجلی و شهود اند پس متحیر اند
عقول شان در کنه ذات و می گویند که تفکر
این جا مضمحل است پس توسل جستند او شان
باو از عشق و محبت نه به عقل بلکه عقل را در وصول
حائل پنداشتند والعشق عندهم جنون الٰهی
و باهم دیگر این فرقه معانی ست که در کتب تصوف
باید نگریست

ہوگئی اور اسی لیے رویت مین شبہہ پڑ گیا کہ رویت
کا اعتقاد برحق اور کیفیت غیر مدرک ہے۔ مگر
عرفا جو ہمیشہ تجلی و شہود مین ہین۔ اور
جن کی عقلین کنہ ذات مین متحیر ہین۔ اور کہتے
ہین کہ تفکر یہان سست ہے تو ان لوگون نے
عشق و محبت سے توسل کیا نہ عقل سے بلکہ
عقل کو وصول مین حائل جانا اون کے نزدیک
عشق جنون الٰہی ہے اور اس فرقے نے بہت سے
معانی بیان کیے ہین جو تصوف کی کتابون مین
دیکھنا چاہیے۔

قوله المُنفَرِدُ بِالکَمالِ

اقول منفرد صیغۂ اسم فاعل است از تفرد بمعنی
تنہا شدن یعنی یگانہ است در کمال و کسے باو
شریک نیست چراکہ کمال صفت خاصۂ خالق
و نقص صفت خلق است

منفرد تفرد سے اسم فاعل کا صیغہ ہے یعنی تنہا
رہنے والا یعنی اپنے کمال مین یکتا ہے۔ کوئی
اوس کا شریک نہین کیونکہ کمال خاص خالق کی
صفت ہے اور نقص خلق کی صفت ہے۔

قوله المُرتَدِی بِالعَظمَةِ فِی الآبادِ والآزالِ

اقول مرتدی مشتق من الارتداء بمعنی چادر پوشیدن
آباد جمع ابد کہ نہایتش نہ باشد و آزال جمع ازل
فی الصراح بفتحتین دیرینگی و ہمیشگی یقال ہو ازلی

مرتدی ارتداء سے مشتق ہے جسکے معنی چادر اوڑھنے
کے ہین آباد ابد کی جمع ہے ابد وہ جسکی انتہا نہو اور آزال ازل
کی جمع ہی صراح مین ہے کہ ازل بفتحتین دیرینگی ہمیشگی کہا جاتا ہی کہ وہ ازلی

وذکر بعض اهل العلم ان اصل هذه الکلمة
قولهم للقدیم لم یزل ثم نسب الی هذا
فلم یستقم الا بالاختصار فقالوا یزلی
ثم ابدلت الیاء الفا لانها اخف فصار
ازلیا کما یقال فی الرمح المنسوب الی ذی یزن
یزنی ازلی وازل آن که ابتدائش نباشد یعنی
ملتبس است به لباس عظمت و کبریائی چنانکه
می فرماید الکبریاء ردائی والعظمة ازاری
فمن نازعنی فی واحد منهما ادخلته
فی النار ولا ابالی وعظمت و کبریائی وازلی
من حیث الابتداء وابدیست من حیث الانتهاء
وایراد جمع هر دو برای تاکید و مبالغه است در
دیمومیت او تعالی ازلا وابدا وعظمت نوریست
به نسبت ذات که مشار الیه بالازار است وتعلقش
با غیر نیست پس عظمت غنای مطلق است و کبریاء
نوریست به نسبت غیر که مشار الیه بالرداء است و
مراد از کبریاء استعلاء است فله العظمة والکبریاء
وله العزة والبهاء فی الآباد والآزال۔
وسر تقدیم ابد بر ازل آنکه ابد نهایة الشیء فی الوجود

اور بعض اہل علم نے ذکر کیا کہ اس کلمہ کی اصل عرب کا قول
قدیم کے لیے لم یزل ہے پھر جب اسی کی طرف منسوب
کیا گیا تو بغیر اختصار کے ٹھیک نہوا تب انھون نے
یزلی کہا پھر یا الف سے بدلدی گئی کیونکہ وہ خفیف ہے
تو ازلی ہوگیا جیسے نیزہ منسوب بہ ذی یزن یزنی کہا
جاتا ہے۔ ازلی وازل وہ جس کی ابتدا نہو یعنی ملبس
بلباس عظمت و کبریائی ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ کبریائی
میری چادر اور عظمت میری ازار ہے جو کوئی ان دونون
مجھسے جھگڑیگا اسے مین دوزخ مین ڈالونگا اور کچھ پروا
نہ کرونگا اور اوسکی عظمت و کبریائی من حیث الابتداء
ازلی و من حیث الانتہاء ابدی ہے اور دونون کی
جمع لانا تاکید و مبالغہ کے لیے ہے ازلا و ابدا اسکی
دیمومیت مین اور عظمت ذات کا وہ نور ہے جو مشار الیہ
بہ ازار ہے اور جسکا تعلق غیر سے نہین تو عظمت غنائ مطلق
ہے اور کبریا وہ نور ہے جو بہ نسبت غیر چادر سے
مشار الیہ ہے اور کبریاء سے استعلاء مراد ہے تو
اوسی کے لیے عظمت و کبریاء و عزت و بہاء آباد و
آزال مین ہے اور ابد کو ازل پر اس لیے تقدم
کیا کہ ابد نہایت الشیء فی الوجود ——

را گویند و نهایت عبد در وجود حق سبحانه است
پس بتحقیق وجود حق در ازل و ابد است نه غیر او

کو کہتے ہین اور بندہ کی انتہا وجود مین حق سبحانہ ہی تو ازل
و ابد مین حقیقتاً حق ہی کا وجود ہے نہ کسی دوسرے کا۔

قوله ۔ لا يصوره وهم وخيال ولا يحصره حد ومثال ذي العز الدائم السرمدي والملك القائم الديمومي

اقول ۔ باید انگاشت که هرچه در ذهن آید اگر هر دو
طرفش مساوی است آن را شک گویند و اگر راجح است
احد الطرفین پس راجح را ظن و مرجوح را وهم خوانند
بعد ازان اگر مستقر شد شئے در خزانه پس آن را
خیال نامند و خیال قوتے ست مرتبه در موخر
تجویف اول از دماغ پیش جمهور و محقق طوسی در
شرح اشارات گوید که وکان الروح المنصوب
فی البطن المقدم هو آلة للحس المشترك
والخيال الا ان ما في مقدم ذلك البطن
بالحس المشترك اخص و ما في موخره
بالخيال اخص غرضکه آن صورت حافظ جمیع
صور محسوسات است و حافظ تمثیلات بعد غیبت
آنها و خیال خزانه حس مشترک است و دلیل این
قول از شرح قدیم چنین مستفاد میشود که مثلاً اولاً
صورتے مشاهده کردیم یک زمان غافل ازان ماندیم

جاننا چاہیے کہ جو کچھ ذہن مین آئے اگر اوس کے
دونون پہلو برابر ہون تو وہ شک ہے اور اگر ایک
راجح ہو تو وہ ظن ہے اور مرجوح وہم پھر اگر وہ چیز
خزانہ مین ٹھہر گئی تو وہ خیال ہے اور جمہور کے نزدیک
خیال وہ قوت ہے جو موخر تجویف اول دماغ مین
مرتب ہے محقق طوسی شرح اشارات مین لکھتے
ہین کہ وہ روح جو بطن مقدم مین رکھی گئی ہے وہی آلہ
حس مشترک و خیال ہے مگر یہ کہ جو کچھ اس بطن کے مقدم
مین ہے وہ حس مشترک سے اخص ہے اور جو کچھ موخر
مین ہے وہ خیال سے اخص ہے غرضکہ وہ صورت
تمام صور محسوسات نیز تمثیلات کی اون کے غائب ہونے
پر حافظ ہے اور خیال حس مشترک کا خزانہ ہے اور
اوس کی دلیل شرح قدیم سے یہ پائی جاتی
ہے کہ مثلاً پہلے ہم نے ایک صورت دیکھی
اور کچھ دنون اوس سے غافل رہے ۔

و بار دیگر مشاہدہ اش کردیم میتوانیم گفت کاین
ہمان شے بجنسہ است اگر آن صورت در محفوظ
نماند در زمان ذہول ممتنع است این حکم کردن و
وہم قوتے ست مرتبہ در دماغ لیکن آن را شد ارتباط
بآخر تجویف وسط از دماغ دارد و ادراک می کند
معانی جزئیہ را کہ مدرک بحواس ظاہر نشدہ اند و
آن معنی در محسوسات موجود اند ہمچو قوتیکہ در شاة
حاکمہ است باین کہ از گرگ در افرار اولے است و
عزّ و عزت ہر دو مترادف اند سرمدی بمعنی دائمی
مُلک بالضم بمعنی معروف و حد در لغت منتہاے
شے را گویند و در اصطلاح منطقیین آنکہ مرکب باشد
از اجزاء داخلی یا خارجی و مثال صورت شی را گویند
معنی آنکہ کنہ ذات او در تصور و خیال نمی آید و آنچہ
کہ آید وہم و خیال است واللہ خالق الوہم والخیال
فکیف لا یکون عنہما المتعال و علاوہ برین
وہم و خیال در معرض زوال است و آن ربّ واجب
محال کہ او دائم و قدیم است ٥

پھر دوبارہ اوسے دیکھا تو کہہ سکتے ہین کہ بجنسہ
یہ وہی چیز ہے اگر وہ صورت بزمانۂ غفلت ہم مین
محفوظ نہ رہتی تو یہ حکم نہین کیا جا سکتا تھا اور وہم
وہ قوت ہے جو دماغ مین مرتب ہے مگر وہ آخر تجویف
اوسط دماغ سے زیادہ مرتبط ہے اور اون معانی جزئیہ
کا ادراک کرتی ہے جو حواس ظاہر سے ادراک نہین
کیے جاتے اور یہ محسوسات مین بھی ہے جیسے وہ قوت
جو بکری کو بھیڑیے سے بھاگنے کا حکم دیتی ہے اور
عز و عزت دونون کے ایک معنی ہین سرمدی بمعنی
دائمی مُلک بالضم بمعنی مشہور اور حد لغت مین منتہاے
شے کو کہتے ہین اور منطقیین کی اصطلاح مین وہ جو
اجزاے داخلی یا خارجی سے مرکب ہو اور مثال صورت
شے کو کہتے ہین معنے یہ ہوے کہ اوسکی کنہ ذات تصور
خیال مین نہین آتی اور جو کچھ آتی ہے وہ وہمی و خیالی
ہے اور اللہ خالق وہم و خیال ہے وہ کیسے اون سے
بزرگ نہو گا علاوہ اسکے وہم و خیال زوال پذیر ہین اور
زوال واجب محال ہے کیونکہ وہ دائم و قدیم ہے ٥

اے برتر از خیال و قیاس گمان و وہم
وز ہر چہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم

اے خیال و قیاس و گمان و وہم سے برتر
اور اوس سے بھی جو لوگون نے کہا اور ہم نے سنا اور پڑھا

ولاحد له ای لامنتهی له ولاجزء له ذهنا و
خارجا کما علم فی الکتب الکلامیة والحکمیة
ومثل نیست مراورا لیس کمثله شیء صاحب
عزت دائم سرمدیست وملکش درکمال جلال قائم
وابدی وخواه معنی این گیرند که دائم در تقدیست فاحفظ

اوس کی حد یعنی انتہا نہین اور نہ اوسکا ذہنی وخارجی
کوئی جزو ہی چنانچہ کتب حکمت وکلام سے معلوم ہوتا ہی
اور نہ اوس کا مثل ہے کیونکہ اوسکے مثل کوئی چیز نہین
عزیز دایم سرمدی ہے اور اوسکا ملک بکمال جلال قائم
وابدی اور خواہ یہ معنی لین کہ ہمیشہ تقدیس مین ہے۔

قوله والقدرة الممتنع الادراك كنهها والسطوة المستوعب طريق استيفاء وصفها

اقول قدرت یعنی توانائی والسطوة فی الاصل
الصولة والمراد منه القهر واستیعاب درشت داشتن
و استیفاء کامل گرفتن یعنی تو قوت حقه پاک است
از حرکت وسکون وخروج ودخول ومادیت وآلیت
وزمان ومکان وسایر ما یحتاج الیه وضد آن عجز
است دیراست وجود واجب سه مراتب اند مرتبه
اولی ذات است قطع نظر از صفات ومرتبه ثانیه
صفات جمال که صفحات اند درین مرتبه تجلی ذات
در کسوت صفات بود ومرتبه ثالثه قدرت است
ودرین مرتبه فعل ایجادست وجمع جمیع مراتب
وحدانی الذات والصفات است پس موجودات
وایجاد آنها درین مرتبه است پس دشوار گردید ادراک
کنه قدرت وسطوت او وپاک است از عالم ایجاد

قدرت بمعنی طاقت اور سطوت اصل مین صولت ہے
جس سے قہر مراد ہے اور استیعاب کے معنے سخت ہونے
اور استیفا کے کامل لینے کے ہین یعنی قوت حق حرکت
وسکون وخروج ودخول ومادیت وآلیت زمان و
مکان وغیرہ سے پاک ہے اور اوسکی ضد عجز ہے اور
وجود واجب کے تین مرتبے ہین مرتبہ اول ذات
قطع نظر از صفات مرتبہ دوم صفات جمال جو
صفحات ہین اس مرتبے مین تجلی ذات پردہ صفات
مین ہوتی ہے۔ مرتبہ سوم قدرت۔ اسی مرتبہ مین
فعل وایجاد ہے اور جمع جمیع مراتب وحدانی الذات وصفات
ہے تو موجودات اور اون کی ایجاد اسی مرتبہ سے
ہے لہذا اوس کی کنہ قدرت وسطوت کا ادراک دشوار
ہے اور اوس کا فعل عالم ایجاد سے پاک ہے

و فعل او و آنحضرت صلعم نور اوست و حجت و برہان او و عبد و رسول او و ایجاد عالم بسبب تکوین ازلی در عالم قدرت کہ پاک است از تعلق زمان و مکان و مشار الیہ کن فیکون است بلمح الطف کہ الطف از لمح بصر است زیرا کہ بصر اگرچہ در غایت لطافت است لیکن از اکوان عالم حکمت اشارہ کردہ می شود بسوے عالم قدرت و در عالم حکمت خلق السموٰت والارض فی ستۃ ایام چہ کہ دران وسعت آت و تعلق بزمان و مکان پس این در ظاہر است و آن در غیب و ہمین ستر معراج ست پس حکمت در قدرت این ست و قدرت در حکمت چنین پس ہر دو دو وصف ناز کمالات وجود واحد و قدرت عالم وحدت ست و حکمت عالم کثرت پس وحدت در کثرت است و کثرت در وحدت

اور آنحضرت صلعم اوس کے نور و حجت و عبد و رسول ہین اور ایجاد عالم عالم قدرت مین بوجہ تکوین ازلی کے ہے جو تعلق زمان و مکان سے پاک ہے اور کن فیکون کا مشار الیہ ہے بلمح الطف جو لمحہ بصر سے بھی زیادہ لطیف ہے کیونکہ بصر اگرچہ نہایت لطیف ہے مگر بیان اکوان عالم حکمت سے عالم قدرت کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے اور عالم حکمت مین آسمان و زمین چھ روز مین پیدا کیے گئے کیونکہ اوس مین وسعت ہے اور زمان و مکان سے تعلق ہے تو یہ ظاہر مین ہے اور وہ غیب مین ہے اور یہی معراج کا راز ہے قدرت مین حکمت یہ ہے اور حکمت مین قدرت وہ تو یہ دونون وجود حق کے کمالات سے دو وصف ہین - قدرت عالم وحدت ہے اور حکمت عالم کثرت و حدت کثرت مین ہے اور کثرت وحدت مین -

قوله نطقت الكائنات بأنه الصانع المبدع ولاح من صفحات ذرات الوجود بأنه الخالق المخترع

اقول کائنات بمعنی موجودات و مخلوقات اما ایرا این تخصیص بعد تعمیم دال است بر کمال اظہار ہر یک مر ربوبیت حق را آرے سے ہر گیاہیکہ بر زمین روئد

کائنات بمعنی موجودات و مخلوقات لیکن تعمیم کے بعد تخصیص لانا اس کی دلیل ہے کہ ہر چیز سے ربوبیت حق بخوبی ظاہر ہوتی ہی بیشک جو گھانس زمین سے نکلتی ہے

وحدہٗ لاشریک لہ گوید + مُبدِع صیغہ اسم فاعلست
یعنے از خود چیزے پیدا کنندہ بلا سبب و مادّہ کذا
فے الکشف و میر سید شریف در تعریفات الاشیاءٗ
گوید الابداع ایجاد الشیٔ من لاشیٔ وقیل
الایجاد تاسیس الشیٔ عن الشیٔ والخلق
ایجاد شیٔ من شیٔ والابداع اعم من
الخلق ولذا قال بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وخَلَقَ الْاِنْسَانَ ولم یقل بدیع الانسان
وقیل ایجاد شیٔ غیر مسبوق بمادۃ ولا زمان
کالعقول وھو یقابل التکوین والاحداث
لکونہ مسبوقًا بالزمان وبینھما تقابل
التضاد ان کانا وجودیین وتقابل
الایجاب والسلب ان کان احدھما وجودیا
والاٰخر عدمیا ویعرف ھذا من تعریف
المتقابلین انتہی ولاح مشتق از لوح ست بمعنی
روشن و پیدا شدہ کذا فی المنتخب و الصراح المخترع
ایجاد کنندہ و کار بیرون آرندہ کذا فی المنتخب و
در نطق جمادات و نباتات اختلاف ست بعضی
منکر اند و می گویند کہ مراد از نطق ایشان صورت

وہ توحید کا اقرار کرتی ہے مبدع اسم فاعل کا صیغہ ہے
جسکے معنے از خود بلا سبب مادہ کوئی چیز پیدا کرنے والے
کے ہین ۱۲ کشف اور میر سید شریف تعریفات الاشیاءٗ
مین لکھتے ہین کہ ابداع شے کا لاشے سے ایجاد کرنا اور
بعض کے نزدیک ایجاد کسی چیز کی دوسری چیز سے
بنیاد رکھنا اور خلق ایجاد شے از شے اور ابداع خلق سے
عام ہے اسی لیے اللہ تعالے نے بدیع السموات
والارض اور خلق الانسان فرمایا اور بدیع الانسان نہ
فرمایا اور بعض کے نزدیک ایجاد شی غیر مسبوق بمادہ و
زمان جیسے عقول اور وہ بوجہ اوسکے مسبوق بالزمان
ہونے کے تکوین واحداث کے مقابل ہے اور ان
دونون مین تقابل تضاد ہے اگر دونون وجودی
ہون اور تقابل ایجاب وسلب ہے اگر ایک وجودی
اور دوسرا عدمی ہو اور یہ متقابلین کی تعریف سے
پہچانا جاتا ہے اور لاح لوح سے مشتق ہے بمعنی
روشن وظاہر ۱۲ منتخب وصراح - مخترع ایجاد
کرنے والا ۱۲ منتخب - اور جمادات و
نباتات کے نطق مین اختلاف ہے بعضے منکر
ہین کہتے ہین کہ نطق سے اون کی موجودہ صورت

موجودہ انشان است کہ دال است بر وجود صانع و
مختار شیخ اکبر این است کہ انشان را نطق قولی
ہم است و استدلال شان بدین آیہ کریمہ است
وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا
تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ و ہمین است مختار محققین
صوفیہ حاصل معنی این کہ گویا اند مخلوقات بتمامہا
باین کہ اوست صانع پیدا آرندہ ناپدیدگان و
درخشان است از صفات ذات و وجود این کہ
اوست خالق و وجود بخشندہ موجودات

مراد ہے جو وجود صانع کی دلیل ہے اور حضرت
شیخ اکبر کے نزدیک نطق قولی بھی اونمین ہے
اور وہ اس آیت سے دلیل لاتے ہین کہ کوئی چیز
ایسی نہین جو اوس کی حمد نہ کرتی ہو مگر تم اون کی
تسبیح نہین سمجھتے اور محققین صوفیہ کا بھی یہی
مذہب ہے مطلب یہ ہوا کہ تمام مخلوقات اس کی
قائل ہے کہ وہی صانع ہے ناپید کو ظاہر کرنے والا
اور ذات وجود کے صفات سے یہ بات ظاہر ہے
کہ وہی خالق اور موجودات کو وجود بخشنے والا ہے

قولہ وَسَمَ عَقْلَ الْاِنْسَانِ بِالْعَجْزِ وَالنُّقْصَانِ وَاَلْزَمَ فُصَحَاتِ الْاَلْسُنِ بِصِفَةِ الْحَصْرِ فِیْ حَلْبَةِ الْبَیَانِ

اقول الوسم بالفتح نشان کردن بعیب و داغ
کذا فی الصراح و فصیحات بر وزن فعیلات جمع
فصیحہ است مشتق از فصاحت بمعنی کشادہ سخن
گفتن و تیز زبانی و خوشگوئی کذا فی المنتخب و در
اصطلاح علم معانی خالی بودن کلام از ضعف
الفاظے کہ زبان زد خلایق نباشد و از ترکیب
کلمات یعنی تراکیب نامانوس و الفاظ ثقیل و
درشت و اجتماع دو حرف از یک جنس کہ موجب
ثقل است چنانکہ جمع علم و صدق قول کہ دو عین

وسم بالفتح نشان و عیب و داغ ۱۲ صراح۔ اور
فصیحات بروزن فعیلات جمع فصیحہ فصاحت سے
مشتق ہے بمعنی تیز زبانی و خوشگوئی ۱۲ منتخب اور
اصطلاح علم معانی مین کلام کا اون الفاظ
سے خالی ہونا جو عام طور پر زبان زد نہون۔
اور نہ ایسے کلمات سے مرکب ہو جس کی ترکیب
الفاظ غیر مانوس و ثقیل سے ہو یا دو حرف
ایک جنس کے جو سبب ثقل ہین جمع ہون جیسے
جمع علم و صدق قول کہ اس مین دو عین

دو دو قاف جمع شده کذا فی مختصر المعانی الالسن
جمع لسان و آن معروف ست و حلبة بمعنی میدان
یعنی داغدار کرد عقل کامل انسان را که آن عقل
انبیاء و اولیاء است با کمال ادراک و جمال فصاحت
و با عجز موصوف گردانید چنانچه در حدیث آمده
لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ
عَلٰی نَفْسِكَ لیکن با این همه نوازش است که
دوستان را سماط عجز بر جبین نه پسندید و بر زبان
امیر المومنین ابوبکر راند العجز عن درك الادراك
ادراك و همین است سرّ در این که اسماء الٰہیہ جلہ
توقیفیه اند وسعت نی تواند یافت احدے با این کہ
تسمیه کند حق سبحانه را و ثنا کند از نفس خود و با این ہمہ
جمله خلایق به عقول خویش می شناسند و او را به
زبان خود می خوانند و او قبول می کند دعاے
ہر یک را فافهم

و دو قاف جمع ہین ۱۲ مختصر معانی الالسن جمع
لسان بمعنی زبان اور حلبہ بمعنی میدان یعنی عقول
انسان کامل کو جو انبیاء و اولیاء ہین کمال درک
و جمال فصاحت کے باوجود داغدار اور عجز سے
موصوف کیا حدیث مین ہے کہ لا احصی[۱] ثناء
علیك الخ۔ لیکن پھر بھی یہ نوازش ہے کہ
دوستون کی جبین نیاز پر داغ عجز دیکھنا
پسند فرمایا حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق
کی زبان مبارک سے کہلوا دیا کہ ادراک کے ادراک
سے عاجز ہونا ہی ادراک ہے اور یہی کل اسماء
الٰہیہ کے توقیفیہ ہونے کا راز ہے کسی مین
طاقت نہین جو خود خدا کی حمد و ثنا کرے
پھر بھی سب اپنی عقلون سے اوسے پہچانتے
اور اپنی زبان مین دعا مانگتے ہین اور وہ ہر
ایک کی دعا قبول کرتا ہے ۔

[۱] مین نہین شمار کر سکتا ہون تیری تعریف جیسی کہ تو نے اپنی ذات پر تعریف کی

قوله وَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ الْكَرِيْمِ اَجْنِحَةَ طَائِرِ الْفُصَحَاءِ وَسَدَّتْ تَعَزُّزًا وَجَلَالًا مَسَالِكَ الْوَهْمِ وَالطَّرْفِ فَطَامِحُ الْبَصِيْرَةِ تَعْطِيْهَا رَاجِلًا وَلَمْ يَجِدْ مِنْ نَمَطِ الْهَيْبَةِ فِيْ فَضَاءِ الْجَبَرُوْتِ مَجَالًا فَعَادَ الْبَصَرُ كَلِيْلًا وَالْعَقْلُ عَلِيْلًا وَلَمْ يَنْتَهِ اِلٰى كُنْهِ الْكِبْرِيَاءِ سَبِيْلًا

اقول۔ اَحْرَقَتْ مشتق از احراق بمعنی سوختن سُبُحَاتُ

احرقت احراق سے مشتق ہے جسکے معنی جلانے کی ہین سبحات

بضم سین وبای عظمت و جلال وجہ ذات آلکریم
بروزن فعیل از کرم بکرم بمعنی مَن کثر نفعہ وخیرہ
اجنحہ بروزن افعلہ جمع جناح بمعنی بازو وسدّت
بمعنی منعت فضاء الجبروت باید دانست کہ در اصطلاح
صوفیہ این چند الفاظ اند جبروت لاہوت ناسوت
ملکوت۔ جبروت صیغہ مبالغہ از جبر بمعنی قہر و سلطنت
و در اصطلاح عبارت است از صفات فعلیہ چون
ایجاد و اعدام و تغیر از حالے بحالے ونیز جبروت
صفات وافعال را گویند ہمچو تخلیق و ترزیق ونزد
ابوطالب مکی جبروت عالم عظمت را گویند کہ مراد ازان
عالم صفات واسماء آلہیہ بود و در سراج القلوب می نویسد
کہ لاہوت عالم ذات است وجبروت عالم صفات
وملکوت عالم ملائکہ وارواح وناسوت عالم حیوانات
ونباتات وجمادات انتہیٰ وہمچنین است در شرح طوالع
ومراد از مرتبہ لاہوت غیب مطلق واحدیت ذات
بحت و وراء الوراء کہ مبدء کل ومنقطع الاشارات
است ومراد از مرتبہ ناسوت عالم شہادت است
ومنتہاے تعینات کہ عبارت از اشیاء کونیہ مرکبہ
متکیفہ کہ قبول تجزّی وخرق والتیام می کنند

بضم سین وبا عظمت وجلال وجہ ذات کریم بر
وزن فعیل کرم یکرم سے بمعنی صاحب نفع وخیر کثیر
اجنحہ بروزن افعلہ جمع جناح بمعنی بازو اور سدّت
یعنی روک دیا فضاء الجبروت جاننا چاہیے کہ
اصطلاح صوفیہ میں یہ چند الفاظ ہین جبروت لاہوت
ملکوت ناسوت۔ جبروت جبر سے مبالغہ کا صیغہ ہے
بمعنی قہر وسلطنت اور اصطلاح مین صفات فعلیہ سے
مراد ہے جیسے ایجاد اور اعدام اور ایک حال سے دوسرے
حال مین تغیر اور صفات وافعال کو بھی جبروت
کہتے ہین جیسے تخلیق وترزیق اور ابوطالب مکی کے
نزدیک عالم عظمت کو جبروت کہتے ہین جس سے
عالم صفات واسماء آلہیہ مراد ہین سراج القلوب مین
ہے کہ لاہوت عالم ذات ہے اور جبروت عالم صفات
اور ملکوت عالم ارواح وملائکہ اور ناسوت عالم حیوانات
ونباتات وجمادات انتہی اور ایسا ہی شرح طوالع مین بھی
ہے اور مرتبہ لاہوت سے غیب مطلق واحدیت ذات بحت
و وراء الوراء ومبدء کل ومنقطع الاشارات مراد ہے اور
مرتبہ ناسوت سے عالم شہادت اور منتہاے تعینات مراد
ہے یعنی اشیاء کونیہ مرکبہ متکیفہ جو تجزی وخرق والتیام قبول کرتی ہین

فائدہ جلیلہ بدانکہ اول کسی کہ تکلم کرد بہ لاہوت
نصارے اند کہ گفتہ اند در حق عیسی علیہ السلام
تدرج اللاہوت بالناسوت بعد از ان
استعمال کرد اورا سفیان ثوری و اتباع او از
صوفیہ۔ حاصل معنی آنکہ سوخت جلال ذات و
انوار عظمت او بازوے طائران فہم را و ہیبت
کمال عزت و جلالت راہ وہم و فہم را کہ نمی رسد
بسوے او وہم زیرا کہ ذات او عز و جل است از
ادراک و افہام او و طائران فہم و وہم نمی توانند پرید
مگر در عالم امکان و پوشید شعاع بصیرت باطنی را
بہ تعظیم و اجلال کہ شان نوازش کبریا ذو الجلال
است و نیافت عقل از فرط ہیبت در میدان
ذات بحث مجال نیس باز آمد بصر کند و عقل بیمار
چنانکہ بداہۃً ظاہر است کہ از نظر بر شعاع مہر جہانتاب
بصر خیرگی می کند حاصل امر عجز از کنہ کبریائی ہمین
نہج بینائی است ہر کہ تا آنجا رسید بدولت این
دولت گران مایہ عجز رسید

فائدہ جلیلہ لفظ لاہوت پہلے پہل نصارے بولے
جنھون نے حضرت عیسے علیہ السلام کے حق مین کہا
کہ تدرج اللاہوت بالناسوت پھر اس لفظ کو
سفیان ثوری اور اتباع صوفیہ نے استعمال کیا
غرض کہ اوس کے جلال ذات و انوار عظمت نے
طائران فہم کے بازو جلا دیے اور کمال عزت و جلالت
سے وہم و فہم کے راستے بند کر دیے کہ وہم وہان تک
نہین پہونچتا ہے کیونکہ اوسکی ذات سمجھ اور ادراک
سے برتر ہے اور طایران فہم و وہم سوا عالم امکان
کے نہین اوڑ سکتے اور شعاع بصیرت باطنی کو تعظیم
اجلال سے جو شان نوازش کبریا ذو الجلال ہے
چھپا دیا اور عقل نے فرط ہیبت سے میدان ذات
بحث مین مجال نہ پائی لہذا بصر چوندھیا کر اور عقل
بیمار ہو کر واپس آئی چنانچہ بدیہی بات ہے کہ
شعاع آفتاب پر نظر کرنے سے آنکھ کیسی چوندھیا
جاتی ہے غرضکہ کنہ کبریائی سے عجز ہی بینائی ہے
جو وہان تک پہونچا اسی کی بدولت پہونچا۔

قولہ فَسُبْحَانَ مَنْ عَزَّتْ مَعْرِفَتُهُ لَوْلَا تَعْرِيفُهُ وَتَعَذَّرَ عَلَى الْعُقُولِ تَحْدِيدُ كَلِمَتِهِ

اقول۔ استعمال لفظ سبحان ہر چند گونہ آمدہ است بمعنی

لفظ سبحان کا استعمال کئی طرح پر آیا ہے بعض جگہ

مصدر بروزن غفران وفعل ثلاثی او سبح است و
در قاموس است سبح کمنع سبحانا وسبح تسبیحا
قال سبحان الله ای تنزیہا لله من الصاحبة
والولد و گاہے علم مصدر کہ آن تسبیح است و
درین ہنگام بروزن عثمان خواہد بود وبر استعمال
اول مضاف است وبر استعمال ثانی مقطوع الاضافة
پس تقدیر آنکہ سبحتہ سبحانا اے بپاکی یاد
می کنم خدا را چنانکہ متبادر بودہ است وفی تاج المصادر
التسبیح خدا را بپاکی یاد کردن ومعرفت وشناسائی
یعنی پاک است آن کہ عزیز است معرفت او اگر
نمی بود شناسانیدن خود او را ہر آئینہ دشوار بود
بر عقول حد کردن وکیفیت بیان نمودن گو
کیفیت واقعی اکنون ہم کے میسر مے آید مگر این قدر
می دانیم کہ او خدا است وکنہش محال واگر قدرے
دریافت شدہ پس عقول عرفا را کہ بواسطہ متابعت
نبوی بدو واصل شدہ مقصد حاصل کردہ اند و
این مرتبہ نخواہد یافت مگر کسے کہ از ہستی موہوم برآید

مصدر بروزن غفران جس کا فعل ثلاثی سبح ہے
اور قاموس میں ہے سبح کمنع سبحانا وسبح
تسبیحا قال سبحان الله ای تنزیہا لله
من الصاحبة والولد اور کبھی علم مصدر جو تسبیح
ہے اور اس وقت بروزن عثمان ہوگا اور بر استعمال
اول مضاف وبر استعمال ثانی مقطوع الاضافت
پس اصل یہ کہ سبحتہ سبحانا یعنی خدا کو بپاکی
یاد کرتا ہون جیسا کہ متبادر ہے اور تاج المصادر میں
ہے کہ تسبیح خدا کو بپاکی یاد کرنا اور معرفت شناسائی
یعنی وہ پاک ہے جسکی معرفت عزیز ہے اگر اوس کو
خود پہچنوانا نہوتا تو عقول پر اوس کی تعریف مشکل
ہوتی۔ گو اب بھی واقعی تعریف نہین ہوسکتی مگر
اتنا معلوم ہے کہ وہ خدا ہے جسکی کنہ کا ادراک محال
ہے اور اگر کچھ دریافت بھی ہوا تو عرفا ہی کو
جنھون نے بواسطہ متابعت نبوی اوس سے
واصل ہوکر مقصود حاصل کیا اور یہ مرتبہ سوا اُسکے جو
ہستی موہوم سے چھوٹ جائے اور کوئی پا نہین سکتا

قوله ثُمَّ أَلْبَسَ قُلُوبَ الصَّفْوَةِ مِنْ عِبَادِهِ مَلَابِسَ الْعِرْفَانِ
وَخَصَّهُمْ مِنْ بَيْنِ عِبَادِهِ بِخَصَائِصِ الْإِحْسَانِ

اقول صفوة بهر سه حرکت حرف اول وسکون فا
وفتح واو بمعنی برگزیدگی وخلاصه کردن وصاف
شدن وبرگزیده وانچه صاف باشد از غش و
تیرگی کذا فی القاموس ملابس جمع ملبس بفتح میم
وکسرهٔ باے موحده وسین مهمله بمعنی پوشش و
لباس کذا فی الصراح وخصایص جمع خصیصه بمعنی
خو واثر ۱۲ کذا فی غیاث اللغات بعد ازین باید
دانست که شیخ رحمة الله علیه بعد از فراغ توحید آغاز
کرد نعت اصفیاء موحدین واظهار نعمات آلهیه
خاصه برین اولیاء امت عام وارد اند وبر خاص
طائفه کرام صوفیه صادریں می فرماید که منجمله احسان
آلهیه این که بپوشانید قلوب بندهاے برگزیده را
حلهاے عرفان وخاص کرد اوشان را از سائر
عباد بخصایص احسان کما قال الله یحب
المحسنین واین همه انعام صوفیه را بواسطهٔ
اتباع سید البشر محمد مصطفی صلعم است آرے تا آفتاب
نبوت بر دل طالب نتابد راه مقصود خود نیابد
قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی
یحببکم الله ـ

صفوة حرف اول کی تینون حرکتون اور سکون فا
اور فتح واو بمعنی برگزیدگی اور خلاصه کرنا اور صاف
ہونا اور وه جو میل سے صاف ہو ۱۲ قاموس ملابس
جمع ملبس بفتح میم وکسرهٔ باے موحده وسین مهمله
بمعنی پوشش ولباس ۱۲ صراح اور خصایص جمع
خصیصه بمعنی عادت واثر ۱۲ غیاث جاننا
چاہیے کہ حضرت شیخ رحمة الله علیه نے توحید
سے فراغت پاکر نعت اصفیاء موحدین ونعمات
آلهیه کا جو اولیاے امت پر عموماً اور طائفهٔ کرام
صوفیه پر خصوصاً وارد ہین بیان شروع کیا
لهذا فرماتے ہین کہ اور خدا کا احسان یہ ہے کہ
اوس نے خاص بندون کے قلوب کو حلهاے
عرفان پہنائے اور اون کو اور بندون سے
بخصوصیت احسان مخصوص کیا چنانچه فرمایا کہ الله
محسنین کو دوست رکھتا ہے اور یہ تمام بخششین صوفیه پر
بوجه متابعت نبوی صلعم ہین جب تک آفتاب نبوت
طالب کے دل پر نہ چمکے گا راہ مقصود نہ ملے گی چنانچه
ارشاد ہے کہ اگر تم الله کو دوست رکھتے ہو تو میری
پیروی کرو الله تم کو دوست رکھیگا ـ

قوله فصارت ضمائرهم من مواهب الانس مملوة ومرائی قلوبهم بنور القدس مجلوة

اقول ضمائر جمع ضمیر بمعنی دل مملو بفتح اول و سکون دوم وضم لام وتشدید واو بمعنی پر کرده شده صیغه اسم مفعول است از ملأ در اصل مملوء بود بر وزن مفعول پس همزه بواو بدل کردند و واو را در واو ادغام نمودند مملو شد و فارسیان به تخفیف هم آرند و نیز درست باشد بضم میم اول و سکون دوم و فتح لام بر وزن مکرم درین صورت نیز اسم مفعول است از باب افعال ماخوذ از ملأ بمعنی پر کردن مواهب بفتح میم و کسر ها بمعنی بخششها یعنی حق سبحانه بسبب فضل عظیم و کرم نخیم خود قلوب عرفا را ملابس عرفان پوشانید و به خصایص احسان مخصوص کرد و ضمایر اوشان مملو از مواهب الٰهی و آئینه قلوب شان از نور قدس مجلے شدند و انس سکون مع الله و باو اشتغال در جمیع احوال را گویند از روے محبت و اشتیاق ادناش این که اگر سالک در دوزخ افگنده شود انس او ملکه نشود و مؤید این قول حضرت شیخ جنید در حال ارباب وجد

ضمائر جمع ضمیر بمعنی دل مملو بفتح اول و سکون دوم وضم لام وتشدید واو ملأ سے ماخوذ اسم مفعول کا صیغہ ہے بمعنی بھرا ہوا اصل مین مملوء مفعول کے وزن پر تھا ہمزہ کو واو سے بدل دیا اور واو کو واو مین ادغام کر دیا مملو ہوا اور فارسی والے بہ تخفیف بھی لاتے ہین اور بضم میم اول و سکون دوم وفتحہ لام مکرم کے وزن پر بھی ٹھیک ہے اور اس صورت مین بھی اسم مفعول ہے باب افعال سے ماخوذ ملأ سے جس کے معنے بھرنے کے ہین - مواہب بفتحہ میم و کسرہ ہا بمعنی بخششین یعنی حق سبحانہ نے اپنے فضل و کرم سے قلوب عارفین کو عرفان کے لباس پہنائے اور بخصایص احسان مخصوص کیا اور انکے ضمائر مواہب الٰہی سے بھر گئے اور آئینۂ قلوب نور قدس سے روشن ہو گئے اور انس سکون مع الٰہی اور اوسمین ہر وقت مشغول رہنے کو کہتے ہین جسکا ادنے درجہ یہ ہے کہ اگر سالک دوزخ مین پھینکا جائے تو اسکا انس مکدر نہو اور اسکی تائید مین حضرت جنید کا یہ ارشاد ہے جو ارباب وجد

وحال می فرماید که وجد واجد آنگه راست است
که شمشیر بر رو خورد و ادراک نکند و نشان صدق
حال همین است زیراکه واردات غیبیه دل سالک
را چنان می رباید که وجود دران حال بے بود محض
گردد و فی الواقع همین مصداق قول صاحب
گلشن راز ملا محمود چلپیتری است در تعریف عشق

که العشق نار یحرق ما سوی المحبوب و
درین زمانه این از نوادر است کاتب الحروف
از حضرت جدی و استادی مولانا شاه تقی علی قلندر
قدس سره شنیده است که حضرت خواجه حسن
مودودی چشتی را که از یاران قدوة الاعاظم حضرت
شاه محمد کاظم قلندر بودند یک بار بر دهلی دروازه لکھنؤ
مجلس سماع گرم بود حالتے درگرفت دران حال خود را
از بالاے دروازه بزیر انداختند مریدیکه زیر آن
استاده بود جان فداے پیر کرد و بر هر دو دست
اوشان را نگهداشت و ایشان را خبرے نه شد و نیز
میفرمودند که یک بار بر تکیه شریفه در عرس حضرت
شاه محمد کاظم قلندر حضرت خواجه حسن را حالتے در ربود
در باغ بکلو متصل درگاه عالی جاه حضرت پیر و مرشد

وحال کے بارہ مین ہے کہ واجد کا وجد اوس وقت
ٹھیک ہے کہ جب تلوار مُنہ پر کھائے اور ادراک نہ کرے
اور حال سچے ہونے کا نشان بھی یہی ہے کیونکہ واردات
غیبیہ سالک کے دل کو ایسا اُڑا لیجاتے ہین کہ اوس وقت
وجود بے بود محض ہوتا ہے اور واقعی اسی کا مصداق
صاحب گلشن راز ملا محمود چلپیتری کا قول متعلق عشق

ہے کہ عشق وہ آگ ہے جو ما سواے محبوب کو جلادے
اور اس زمانے مین یہ بہت کم ہے۔ مین نے اپنے
جد و استاد حضرت مولانا شاہ تقی علی قلندر سے سنا
ہے کہ حضرت خواجہ حسن مودودی چشتی کو جو
حضرت قدوۂ اعاظم شاہ محمد کاظم قلندر کے بڑے
دوست تھے ایک بار دہلی دروازہ لکھنو پر مجلس
سماع مین ایسی کیفیت ہوئی کہ دروازہ پر سے
پھاند پڑے وہان نیچے اون کا ایک مرید کھڑا تھا
اوسنے اپنی جان اون پر فدا کی اونکو اپنے ہاتھون پر
روک لیا ان کو کچھ خبر نہ ہوئی نیز فرماتے تھے کہ ایک
بار تکیہ شریف پر حضرت شاہ محمد کاظم قلندر کے
عرس مین حضرت خواجہ حسن صاحب کو حال آیا
بکلو اباغ مین جو حضرت صاحب کی درگاہ کے متصل ہے

برحق شاہ تراب علی قلندر بشاخ درختے تا دیر
آویختند مورچہا گزیدند وایشان را حس نشد وہم
در مناقب العارفین ملفوظ حضرت مولانا جلال الدین
رومی مرتبہ شمس الدین افلاکی منقول است کہ روزے
مجلس سماع قائم بود مولانا را حالتے درگرفت خود را
در دجلہ انداختند و ہشت روز غرق ماندند صرف
دستے نمایان بود و ہنگامہ سماع ہمان طور برپا ماند
انتہی در کتب قوم مذکور است کہ مراد از وجد واجدیست
کہ از حق بر دل آید و باطن را از ہیبت خود بگرداند
یا حادث وصفے غالب چون حزنے یا فرحے
جنید گفتہ الوجد انقطاع الاوصاف عند
سمة الذات بالسرور وابو العباس عطا گفتہ
الوجد انقطاع الاوصاف عند سمة الذات
بالحزن وصاحب وجد کسے بود کہ ہنوز از
حجب صفات نفسانی بیرون نیامدہ باشد و
بوجود خود از وجود حق محجوب بود وگاہ گاہ فرجہ در
حجاب او پدید آید و از انجا پرتوے از نور وجود حق
برتابد واو را دریابد و بعد ازان دیگر بارہ حجاب
منطبق شود و موجود مفقود گردد پس وجد متوسط بود

ایک آم کے درخت مین لپٹ گئے اور دیر تک
لپٹے رہے اور چیونٹے کاٹا کیے مگر اون کو کچھ حس نہ ہوا
نیز مناقب العارفین ملفوظ حضرت مولانا جلال الدین
رومی مرتبہ شمس الدین افلاکی مین ہے کہ ایک روز
مجلس سماع مین مولانا پر ایک ایسی حالت طاری
ہوئی کہ دجلہ مین پھاند پڑے اور آٹھ روز غرق رہے
صرف ایک ہاتھ نکلا رہا اور سماع بدستور ہوا کیا
انتہی کتب قوم مین مذکور ہے کہ وجد سے وہ وارد
مراد ہے جو حق سے دل پر آوے اور باطن کو اپنی ہیبت
سے بوجہ حدوث کسی وصف غالب مثل حزن و فرح کے
پھیر دے حضرت جنید فرماتے ہین کہ وجد وہ ہے کہ
واجد کے تمام اوصاف اوس وقت بوجہ سرور منقطع
ہو جائین اور ابو العباس عطا کہتے ہین کہ واجد کے
تمام اوصاف بوجہ حزن اوس وقت منقطع ہو جائین اور
واجد وہ ہے جو صفات نفسانی کے حجاب سے نکلا نہو اور
بوجہ اپنے وجود کے وجود حق سے محجوب ہو اور کبھی کبھی اوسکے
حجاب مین فرجہ ہو جاتا ہو اور وہان پر تو نور وجود حق اوسپر پڑتا
اور اوسے بیخود کرتا ہو اور پھر دوسری بار حجاب برابر ہو اور موجود گم
ہو جاے تو وجد وجد سابق و فقد لاحق مین واسطہ ہوتا ہے

میان وجدے سابق وفقدے لاحق و مراد از
وجود آنکه وجود واجد در غلبۂ نور شہود موجود غائب
و ناچیز گردد چنانکه جنید گفته وجودی ان
اغیب عن الوجود بما یبدو علی من الشہود
پس وجد صفت محدث بود و وجود صفت قدیم
و اشارہ بدین معنی است قول ذوالنون الوجود
بالموجود قایم والوجد بالواجد قایم و بیان
این سخن آن که صاحب وجد ہنوز از وجود خود
فانی نه شده باشد پس واجد او بود و وجد بوے
قائم و صاحب وجود از وجود خود بکلی فانی شده باشد
و بوجود موجود یعنی حق تعالے قائم و باقی باشد
پس صاحب وجود نه ذات واجد بود یعنی ذات
شده بل ذات موجود یعنی ذات حق و وجود بوے
قائم و بنابراین معنی واجد بحقیقت فاقد وجود خود بود
و فاقد واجد وجود چنانچه شبلی گفته اذا ظننت انی
فقدت فحینئذ وجدت و اذا حسبت
انی وجدت فقد فقدت ہر که بر رویت
وجد خود از شہود وجد موجود محجوب شود در وے طرب
پدید آید و ہر که بشہود وجد موجود از رویت وجد خود

اور وجود سے یہ مراد ہے کہ وجود واجد موجود کے
غلبۂ نور شہود مین غائب ہوجائے چنانچہ
حضرت جنید فرماتے ہین کہ میرا وجود وجود سے غائب
ہونے پر اپنے شہود سے ہوتا ہے تو وجد حادث
کی اور وجود قدیم کی صفت ہوئی حضرت ذوالنون
مصری کے اس ارشاد مین اسی طرف اشارہ ہے
کہ وجود موجود مین اور وجد واجد مین قائم ہے
یعنی صاحب وجد جب تک اپنے وجود سے فانی
نہ ہوگا واجد کہلائیگا اور وجد اوس مین قائم ہوگا
اور صاحب وجود اپنے وجود سے فانی اور وجود
برحق کے وجود سے باقی ہوگا تو صاحب وجود
ذات واجد نہوگی بلکہ ذات موجود اور وجود
اوس مین قائم ہوگا اور اسی لیے حقیقتا واجد
وہ ہے جو اپنا وجود کھودے چنانچہ حضرت
شبلی فرماتے ہین کہ جب مین اپنے کو گم سمجھتا ہون
تو موجود ہوتا ہون اور جب موجود سمجھتا ہون
تو مفقود ہوتا ہون جو شخص اپنے وجد کو دیکھنے
کے سبب سے موجود حقیقی کے وجد کو دیکھنے سے محجوب ہوجاتا
اوسمین طرب ظاہر ہوتا ہی اور جو شخص کہ موجود حقیقی کے وجد کو دیکھنے

مفقود گردد محل طرب از وے ساقط شود چنانکہ
مضمون قول جنید دال بر آن ست کہ قد کان
یطربنی وجدی فافقدنی عن رویۃ الوجد
من فی الوجد موجود والوجد یطرب
من فی الوجد لہ راحۃ والوجد عند حضور
الحق مفقود و وجد مقدمہ وجود است چہ
ہر وجدے در فتح قلعۂ وجود بشری مثابہ منجنیقے است
از عالم جاذبۂ الٰہی منصوب تا چون قلعۂ وجود مسلم شود
وجد وجود گردد پس نہایت وجد بدایت وجود
بود یعنی وجود وجد سبب فقد وجود واجد است
و فقد وجود واجد شرط وجود موجود چنانچہ ابو الحسین
نوری گفتہ الوجد فقد الوجود بالموجود
و انچہ شبلی گفتہ الوجد اظہار الموجود و بالجملہ
اسقاط اضافت وجد بخود عین توحید است
و اضافت آن بحق محض جحود چنانچہ بایزید
گفتہ کہ ذکر وجدی جحود توحیدی و
درین معنی شبلی راست الوجد عندی جحود
مالم یکن عن شہود وشاہد الحق عنی
ینفی شہود الوجود چنانکہ وجد مقدمہ وجود ست

کے سبب سے اپنے وجد کو نہین دیکھتا اوسمین طرب نہین
پایا جاتا چنانچہ حضرت جنید کا ارشاد ہے کہ کبھی میرا وجد
مجھکو خوش کرتا ہے تو مجھے رویت وجد سے کھو دیتا ہے
اور وجد اوس کو خوش کرتا ہے جسکو وجد مین راحت
ہوتی ہے اور حضور حق مین وجد مفقود ہے اور وجد
مقدمہ وجود ہے کیونکہ ہر وجد قلعۂ وجود بشری کے
فتح مین بمنزلہ منجنیق ہے جو عالم جاذبۂ الٰہی سے نصب
کیا جاتا ہے جسکے فتح ہو جانے پر وجد وجود ہو جاتا ہے
پس انتہاے وجد ابتداے وجود ہوئی یعنی وجود وجد
وجود واجد کے گم ہونے کا سبب ہے اور فقد وجود واجد
شرط وجود موجود حضرت ابو الحسین نوری کے اس ارشاد
مین اسی طرف اشارہ ہے کہ موجود سے وجود کے گم ہو جانے
کو وجد کہتے ہین یا حضرت شبلی نے فرمایا کہ وجد اظہار موجود ہے
غرضکہ اپنی طرف وجد منسوب کرنا عین توحید ہے اور حق
کی طرف منسوب کرنا عین انکار چنانچہ حضرت بایزید نے
فرمایا کہ میرے وجد کا ذکر میری توحید کا انکار ہی اور ایسا
ہی حضرت شبلی فرماتے ہین کہ جب تک وجد شہود سے نہو
انکار ہی اور میرے نزدیک حق کا مشاہدہ شہود وجود کی
نفی کرتا ہے اور جیسے وجد وجود کا مقدمہ ہے

تواجد مقدمۂ وجد است یعنی تواجد استدعاء
و استجلاب وجد است بطریق تذکر یا تفکر یا تشبہ
با اہل وجد در حرکات و سکنات بدلالت صدق
و ہرچند تواجد صورتاً تکلف است و تکلف مخالف
صدق ولیکن چون نیت متواجد در صورت تواجد
توجہ کلی بود از برائے قبول امداد فیض رحمانی
و تعریض حقیقی از جہت استنشاق نفحات ربانی
منافی صدق نبود و شریعت درین باب اجازت
داده است بلکہ امر کرده کہ ابکوا فان لم تبکوا
فتباکوا و تواجد صفت اہل بدایت بود و وجد
حال اہل سلوک و وجود حال اہل وصول
واللہ اعلم۔ اے برادر ارباب وجد را حال این ست
اما وجدیکہ درین زمانہ فقرائے جہال قرار داده اند
و مرتکب آن می شوند ہرگز حال نیست اہل دل را
موجب ملال توان گفت پس واجدین را اگر
لاعبین گویند سزاوار و مواہب الٰہیہ انوار ربانیہ
را گویند و مکاشفات انوار سبحانیہ ادنائے آن
کشف انوار کائنات است و استغراق بنور مشاہدۂ
وحدت صاحب این صفت بر مخفیات

ویسے تواجد وجد کا مقدمہ ہے تواجد کے معنے یہ ہین
کہ بطور ذکر و فکر یا مشابہت با اہل وجد بحرکات و
سکنات سچائی سے وجد طلب کیا جائے اگرچہ بظاہر
تواجد تکلف ہے جو مخالف صدق ہے مگر چونکہ
اس صورت مین اوس کی نیت امداد فیض رحمانی
اور نفحات ربانی قبول کرنے کی ہوتی ہے لہذا سچائی
کے خلاف نہین اور شریعت نے بھی اس کی اجازت
بلکہ حکم دیا ہے کہ روؤ اور اگر نہ روؤ تو رولاؤ۔ تواجد
مبتدی کی صفت ہے اور وجد اور وجود اہل
سلوک و اہل وصول کا حال ہے واللہ اعلم
لیکن جو وجد آج کل کے جاہل فقیرون کو
ہوتا ہے یہ ہرگز حال نہین ہے بلکہ اہل دل
کا سبب ملال ہے اس زمانے کے اہل وجد
کو اگر لاعبین کہین تو زیادہ بہتر ہے اور
مواہب الٰہیہ انوار ربانیہ و مکاشفات
اسرار سبحانیہ کو کہتے ہین جس کا ادنے
درجہ کشف انوار کائنات و
استغراق بنور مشاہدۂ وحدت ہے ایسا
ہی شخص مخفی امور کا عالم ہوتا ہے

خبر واری گردد و با قوال انا الحق و سبحانی ما
اعظم شانی گویا می شود و عبادت می کند
معبود را بحقیقت و مشاهده بنور احسان کما قال
علی کرم الله وجهه لا اعبد ربا حتی لم اره

اور انا الحق و سبحانی ما اعظم شانی[1] کہنے
لگتا ہے اور معبود برحق کی عبادت حقیقی اور نور احسان کا
مشاہدہ کرتا ہے جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ
مین نے خدا کی عبادت نہین کی جب تک اوسکو دیکھ نہین لیا

قوله فتهيأت لقبول الامدادات القدسية واستعدت لورود الانوار العلوية

اقول هر گاه که قلوب صوفیه بمواهب انس و نور
قدس مجلو شدند برای قبول امداد قدسیه و ورود
انوار علویه مستعد شدند لازم شد او شان را درین
حال کشف و مشاهده و وقت شان وقت لی
مع الله و حال و مقام آنها فاینما تولوا فثم
وجه الله گردید گویا حق در جمال ایشان تجلی کرد
پرده از جمال و جلال خود بر داشت

جب قلوب صوفیہ مواہب انس سے بھر گئے اور
نور قدس سے روشن ہو گئے تو امداد قدسی انوار علوی
قبول کرنے کو مستعد ہو گئے اور اس وقت کشف و
مشاہدہ اون کو حاصل ہو گیا اور اون کا وقت
لی مع اللہ اور حال و مقام فاینما تولوا
فثم وجه الله[2] ہو گیا گویا حق نے اونمین تجلی کی
اور اپنے جمال و جلال سے پردہ اوٹھا دیا۔

قوله واتخذت من انفاس العطرة بالاذكار جلاسا واقامت على الظاهر والباطن من التقوى حراسا واشتعلت في ظلم البشرية من اليقين نبراسا

اقول عطر بالکسر بوی خوش و عطار خوشبو فروش
جلاس جمع جلیس تقوی بمعنی پرہیزگاری کردن
و در شرع عبارت است از ارتکاب اوامر و اجتناب
نواهی حراس جمع حارس بمعنی نگهبان نبراس
و نبرس بمعنی چراغ یعنی گرفتند قلوب صوفیه از انفاس

عطر بکسر خوشبو عطار خوشبو فروش جلاس
جمع جلیس تقوی پرہیزگاری اور شرعاً اوامر کا ارتکاب
اور نواہی سے اجتناب کرنا حراس جمع حارس نگہبان
نبراس نبرس چراغ یعنی قلوب صوفیہ نے بوجہ انفاس

[1] پاک ہون مین کیا بڑی میری شان ہے ۱۲
[2] جدہر تم موںہ پھیرو اودہر ہی اللہ کا موںہ ہے ۱۲

معطره و معنبره بدولت پاس انفاس و دیگر اذکار
شرف انا جلیس من ذکرنی و در حدیث
انی لاجد نفس الرحمن من قبل الیمن
مراد ازین دوام ذکر است و آراستند ظاهر و باطن
را از تقوے و متقی گردیدند و خلعت ان اکرمکم
عند الله اتقاکم پوشیدند ظاهر ایشان از
شریعت آراسته و باطن بطریقت پیراسته
شریعت پوست مغز آمد حقیقت و میان این و
آن باشد طریقت یعنی شریعت که احکام ظاهر
است نسبت با طریقت که روش خاص ارباب
حال و مکاشفات ست بمثابه پوست است و
طریقت لب لباب در کتاب اسرار المعانی است
که شریعت حکم نبویست اقوال وے و طریقت
افعال وے و حقیقت احوال وے در کتاب
مناقب شیخ سعد بن ابو الخیر است که علم زبان علم
شریعت است و علم دل علم طریقت و کمال درجه
مرد کامل به تحصیل هر دو حاصل موقوف است و نیز
مشایخ فرموده اند که هر حقیقت را که شرع رد کند

معطرہ و معنبرہ کے پاس انفاس و دیگر اذکار کی بدولت
انا جلیس من ذکرنی[۱] کا شرف پایا اور
حدیث انی لاجد الخ[۲] سے دوام ذکر ہی مراد
ہے اور ظاہر و باطن تقوے سے آراستہ کرکے
متقی ہوئے اور ان اکرمکم الخ[۳] کا خلعت پہنا
ان کا ظاہر شریعت سے آراستہ اور باطن طریقت
سے پیراستہ ہے ۔ شریعت پوست اور حقیقت
مغز ہے اور ان دونوں کے درمیان طریقت
ہے ۔ شریعت یعنی احکام ظاہری بہ نسبت طریقت
جو خاص ارباب حال و مکاشفات کی روش
ہے پوست کی طرح ہے اور حقیقت لب لباب
کتاب اسرار المعانی میں ہے کہ شریعت حکم
و اقوال اور طریقت و حقیقت افعال و احوال
نبوی کو کہتے ہیں کتاب مناقب شیخ سعد ابن
ابو الخیر میں ہے کہ علم زبان علم شریعت اور علم دل
علم طریقت ہے اور کامل کا کمال ان دونوں
کے حصول پر موقوف ہے ۔ نیز مشایخ
فرماتے ہیں کہ جس حقیقت کو شرع رد کرے

[۱] میں ہمنشین ہو سکا ہوں جو مجھے یاد کرتا ہے ۱۲ [۲] بے شک میں نفس رحمن یمن کی طرف سے پاتا ہوں ۱۲
[۳] تم میں سب سے زیادہ بزرگ خدا کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ متقی ہو ۱۲

پس او بے دینی است و بعضے گفتہ اند ہر کہ معاملہ
با حق بحقیقت و با خلق بشریعت کند صدیق است
و ہر کہ معاملہ با حق بشریعت و با خلق بطریقت کند
یعنی بباطن مطابق شرع باشد و بظاہر مطابق
شریعت نبود پس از دین حق برگشتہ است و ہر کہ
معاملہ با حق و بخلق بشریعت کند یعنی ظاہر و
باطن ہر دو مطابق شریعت. او صوفی است
قدوۂ قلندران نام آور حضرت شاہ مجا قلندر در
ملفوظے بشاہ عبد الرسول کچھندوی نوشتہ اند
اے برادر عارف کسے ست کہ سر مو شریعت از
وے فوت نشود و ہرگز در وجود نیاید چیزے کہ خلاف
مرضی خدا و رسول اوست دوستان خدا ہر چند
در عالم سکر باشند لیکن از ایشان چیزے صادر نشود
کہ خلاف شریعت باشد حضرت شیخ محی الدین ابن
عربی را مدتے در سکر گذشت و از ایشان حرکتے
خلاف شرع نہ شد و بدستور نماز و روزہ وغیرہ
می کردند و ازان خبر نمی داشتند و صدیق آن ست
کہ سر مو از متابعت نبوی مخالفت نہ ورزد
ہر کہ متابع تر مرتبۂ او عالی تر و ہر چند کسے عابد

وہ بے دینی ہے اور بعض کے نزدیک جو شخص حق
سے بحقیقت اور خلق سے بشریعت معاملہ کرے وہ
صدیق ہے اور جو خدا سے بشریعت اور خلق سے
بطریقت معاملہ کرے یعنی باطنًا تو شرع کے مطابق ہو
اور ظاہرًا نہو وہ گمراہ ہے اور جو شخص حق و خلق
دونوں سے بشریعت معاملہ کرے یعنی ظاہر و باطن
دونوں شریعت کے مطابق ہوں وہ صوفی ہے
سرگروہ قلندران نام آور حضرت شاہ مجا قلندر نے
ایک مکتوب میں حضرت شاہ عبد الرسول کچھندوی
کو لکھا ہے کہ عارف وہ ہے جو سر مو شریعت سے
تجاوز نہ کرے اور نہ اوس سے کوئی امر خدا رسول
کی مرضی کے خلاف ہو دوستان الٰہی اگرچہ عالم سکر
میں رہتے ہیں لیکن اون سے خلاف شریعت
کوئی بات نہیں ہوتی حضرت شیخ محی الدین
ابن عربی ایک مدت تک سکر میں رہے مگر اون سے
خلاف شریعت کوئی بات نہوئی بدستور نماز و روزہ
وغیرہ کرتے رہے اور بے خبر رہے اور صدیق وہ ہے
جو سر مو متابعت نبوی سے مخالفت نکرے جو زیادہ پیرو
ہوگا اوس کا مرتبہ بھی زیادہ ہوگا اور اگر کوئی زاہد و عابد

زاہد و متقی باشد تا کہ با خود است از خدا دور است
و از لذت عبادت مہجور و محروم و ہر کسیکہ دعوے
معرفت کند و از معانی مذکورہ خالی باشد
محض مدعی و کذاب است انتہے۔ بخلاف فقرائے
این زمانہ کہ ہوا را شریعت نام کردہ اند و طلب جاہ و
ریاست و تکبر را علم و مجادلہ را مناظرہ و محاربہ و
سفاہت را عظمت و نفاق را زہد و تمنی را ارادت
و ہذیان طبع را معرفت و حرکات دل و حدیث
نفس را محبت و الحاد را فقر و زندقہ را فنا و ترک
شریعت را طریقت۔ و محی الدین ابن حسن رضوی
در ملفوظ حضرت شاہ مینا لکھنوی می نویسند کہ
گروہے از ملاحدہ گویند کہ خدمت چندان باید کرد
کہ بندہ ولی گردد چون ولی حق شود احکام بندگی
از و ساقط گردند و این جہالت و ضلالت است
نہ بینی کہ آنحضرت کہ موصوف بجملہ کمالات بود از
وے احکام بندگی ساقط نشد بلکہ فرمان واعبد
ربک حتی یاتیک الیقین رسید از دیگرے
کجا ساقط می شود ہر چند قرب زیادہ تر بندگی زیادہ
لیکن چون در مقام ولایت رسد و در تجلی حضور

و متقی ہے مگر خودی مین گرفتار ہے وہ خدا سے دور
اور لذت عبادت سے محروم ہے اور جو کوئی دعوے
معرفت کرے اور اوس مین یہ باتین نہ پائی جائین
وہ جھوٹا و مدعی ہے انتہے بخلاف اس زمانہ کے فقیرون
کے جنھون نے خواہشات کا نام شریعت اور طلب جاہ
و ریاست و تکبر کا علم اور مجادلہ کا مناظرہ و محاربہ اور
سفاہت کا عظمت اور نفاق کا زہد اور تمنی کا ارادت
و ہذیان طبع کا معرفت اور حرکات دل و حدیث نفس
کا محبت اور الحاد کا فقر اور زندقہ کا فنا اور ترک
شریعت کا نام طریقت رکھ لیا ہے محی الدین ابن حسن
رضوی ملفوظ حضرت شاہ مینا لکھنوی مین لکھتے ہین کہ
ملحدون کا ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ اتنی خدمت کرنا
چاہیے کہ بندہ ولی ہو جاوے جب ولی ہو جائیگا تو بندگی
کے احکام اوس سے ساقط ہو جائینگے یہ خیال سراسر
جہالت و گمراہی کا ہے جب آنحضرت صلعم ہی سے جو جامع
کمالات تھے احکام بندگی ساقط نہوے بلکہ حکم ہوا کہ اپنے
رب کی عبادت کرو جبتک یقین (یعنی موت) نہ آئے
تو پھر دوسرے کیسے ساقط ہو سکتے ہین جتنا قرب زیادہ ہوگا
اوتنی بندگی زیادہ ہوگی مگر مقام ولایت اور تجلی حضوری پر

باشد کلفت تکلیف از وساقط شود نه آنکه نفس تکلیف
از وبرود و در عبادت مشقت نباشد بلکه راحت
بود بے عبادت ماندن نتواند ونیست مقام مر
بنده را که ساقط شود از وآداب شریعت که
در آداب حرمت وتعظیم قرب بار آرد در مشاهده
ونیز همچنین هرکه با ملوک با ادب است او قریب است
وهرکه بے ادب است دور تر بینی که آدم علیه السلام
اگرچه زلت داشت به بجا آوردن ادب که ربنا
ظلمنا انفسنا مقبول گشت و ابلیس لعین اگرچه
طاعت داشت به ترک ادب انا خیر منه
مردود گشت انتهٰی ومعنی دیگر این که صوفیه
به نور یقین در ظلمت بشریت چراغ عرفان را روشن
کردند با همه وبے همه که مقام خاص رسول الٰهی
ماند هٰکذا وقع فی خاطری۔

پهونچنے سے کلفت تکلیف جاتی رہتی ہے نہ نفس تکلیف
اور عبادت مین بجاے مشقت آرام ہوتی ہے بلا عبادت
کے وہ رہ نہین سکتا۔ کوئی مقام ہی ایسا نہین جس مین
اوس سے آداب شریعت ساقط ہو جائین اسی طرح
جو شخص بادشاہون کے حضور مین باادب ہے وہی
زیادہ مقرب ہے اور جو بے ادب ہے وہ زیادہ دور
حضرت آدم علیہ السلام سے اگرچہ لغزش ہوئی مگر
بوجہ اختیار ادب ربنا ظلمنا انفسنا مقبول
ہوے اور شیطان باوجود طاعت بوجہ بے ادبی
انا خیر منہ مردود ہوا انتہٰی اور دوسرے
معنے یہ ہین کہ صوفیہ نے بہ نور یقین ظلمت بشریت
مین چراغ عرفان روشن کیا اور باہمہ و
بے ہمہ رہے جو خاص مقام رسول الٰہی ہے
ایسا ہی میرے دل مین گذرا۔

قوله واستحقرت فوائد الدنیا ولذاتها وانکرت مصائد الهوی وتبعاتها

اقول یعنی حقیر دانستند قلوب صوفیه لذات و
فوائد دنیاوی را وناخوش پنداشتند شکارگاه
هوا حس وغیره را مصاید جمع صید خلاف قیاس
چنانکه محاسن جمع حسن است کذا فی غیاث اللغات

یعنی قلوب صوفیہ نے لذات وفوائد دنیاوی کو
حقیر جانا اور شکارگاہ ہوا حس وغیرہ کو ناپسند
کیا۔ مصائد جمع صید خلاف قیاس جس طرح
محاسن جمع حسن ہے ۱۲ غیاث اللغات

له اے پروردگار ہم نے اپنی ذاتون پر ظلم کیا ۱۲

نهم زاهدون فی الدنیا وراغبون فی	تو وہی لوگ دنیا مین زاہد اور آخرت مین راغب
الآخرة والفارون من الهوی الی الهدی	اور ہوے سے ہدایت کی طرف ہارب اور
والمعرضون عما سوی الله والمخلصون	ما سوے اللہ سے معرض اور اللہ سے مخلص ہین
بالله وہمین طریقہ مشایخ کبار است کہ بکمال	اور یہی اون بزرگون کا طریقہ ہے جو بہ کمال
متابعت نبوی بمرتبہ کمال وصل گشتہ اند	متابعت نبوی مرتبہ کمال پر پہونچے۔

قوله وامتطيت غوارب الرغبوت والرهبوت فاستفرشت بعلو همتها بساط الملكوت

اقول الامطاء بارگیر ساختن وصوفیہ بارگیر خوف	امطاء بارگیر بنانا اور صوفیہ نے اپنا بارگیر خوف
ساختند بلندی خوف ورجا وراے لطافت	ورجا کی بلندی کو بنایا یعنی لطافت انوار خوف
انوار خوف ورجا مرکب ایشانند وگسترانیدند	ورجا اون کی سواریان ہین اور اپنی عالی ہمتی
بعلو ہمت بساط ملکوت را یعنی سیر شان بر بساط	سے اونہون نے بساط ملکوت بچھائی۔ یعنی
ملکوت ست در شرح عوارف ست کہ والملکوت	اون کی سیر بساط ملکوت پر ہے شرح عوارف مین
بحر صفواتی وفضاء نورانی بعرش المجید	ہے کہ ملکوت عرش مجید مین بحر صفواتی وفضاء نورانی
والجنة خزينتها والملائكة حملتها احلقوا	ہے جسکا خزانہ جنت ہے اور ملائکہ حامل ہین جس مین
فیہ منہ مکانهم ومعاشهم وهو	اونہون نے حلقہ کیا اور وہی اونکا مکان اور وہی اونکی
فراش العارف الربانی والمقرب السبحانی	معاش ہے اور وہ عارف ربانی ومقرب سبحانی کا فرش ہے

قوله وامتدت الى المعالی اعناقها وطمحت الى اللامع العلوی احداقها

اقول یعنی دراز شدند بسوے بلندیہاے احدیت	یعنی رفعت احدیت ومعارج صمدیت کی
ومعارج صمدیت گردنہاے شان وبرداشتند	طرف اون کی گردنین بڑہین اور لوامع بلند

بجانب لوامع بلند چشمها و مراد از لامع علوی نور
تجلی است از تجلیات ذات وصفات وافعال
وروح را نیز تجلی ہست وحیات عالم از تجلی روح
بوده است واحداق بصر تابع احداق بصیرت
است واعتبار بصیرت راست نہ کہ بصر را چہ
بصیرت آنکہ انچہ بیند بیند وغمض بصر مانع آن
شہود وازینجاست کہ او را یقین ومشاہدہ خوانند
نہ رویت واما انچہ گفتہ اند کہ در آخرت اعتبار
بصر ست نہ بصیرت آن ہم راست است بصر
آنجا بمعنی بصیرت است زیرا کہ بصیرت غیر بصر
است پس حکم بالرویت وارتفاع حجاب بالکلیہ
وعیان محض غیر بصیرت را نخواہد بود فاعرفہ
فَاِنَّہٗ حَسَنٌ بَدِیْعٌ

کی جانب اون کی نگاہین اوٹھین اور لامع
علوی سے تجلیات ذات وصفات وافعال
کا نور تجلی مراد ہے اور روح کے لیے بھی تجلی ہے
حیات عالم تجلی روح ہی سے ہے اور حدقہ
بصر تابع حدقہ بصیرت ہین اور اعتبار بصیرت ہی
کا ہے نہ بصر کا کیونکہ بصیرت وہ ہے جس کی
دید مین آنکھ بند ہونا مانع نہوا اور اسی لیے اوس کو
یقین ومشاہدہ کہتے ہین نہ رویت اور یہ جو کہا
ہے کہ آخرت مین بصر کا اعتبار ہوگا نہ بصیرت کا
یہ بھی ٹھیک ہے وہان بصر بمعنی بصیرت ہے
کیونکہ بصیرت غیر بصر ہے تو حکم رویت ورفع حجاب
وعیان محض بصیرت ہی کو ہوگا۔ اسے سمجھو کہ یہ
بہت نادر ہے۔

قولہ وَاتَّخَذْتَ مِنَ الْمَلَأِ الْاَعْلٰی مُسَامِرًا وَّمُحَاوِرًا وَّمِنَ النُّوْرِ الْاَعَزِّ الْاَقْصٰی مُزَاوِرًا وَّمُجَاوِرًا

اقول حاصل این کہ مونس ومحب خواہند بود
برای اوشان از فضل ایزدی ملأ اعلیٰ کہ
فرشتگان مقرب اند وخواہند گشت بنور حق
متواصل ومتلاحق وبدوام مشاہدہ با حق در موانست

یعنی محض خدا کے فضل سے فرشتگان مقرب
اون کے مونس ومحب ہون گے اور وہ نور حق
مین واصل ولاحق ہون گے اور بدوام مشاہدہ
حق وموانست۔

ومکالمہ در تسبیح وتہلیل چون ملائکہ خواہند بود
ملاء اعلی بفتح میم ولام ودر آخر الف بصورت یاء
گروہ فرشتگان مقرب در عالم علوی چیسم ملاء
بفتحتین بروزن فعل بمعنی گروہ مردم اشرف
واعلی بمعنی صیغہ اسم تفضیل مسامر بمعنی قصہ گو
محاور سخن گو مزاور زیارت کنندہ مجاور نزدیک

ومکالمت وتسبیح وتہلیل ملائکہ کی طرح ہون گے
ملاء اعلی بفتح میم ولام اور آخرمین الف بصورت
(ی) عالم علوی کے فرشتگان مقرب کیونکہ ملاء
بفتحتین بروزن فعل بمعنی گروہ مردم اشرف
واعلی بمعنی صیغہ اسم تفضیل مسامر قصہ گو محاور سخن گو
مزاور زیارت کرنے والا مجاور نزدیک۔

قولہ اَجسادٌ اَرضیۃٌ بقلوبٍ سماویۃٍ واَشباحٌ فرشیۃٌ باَرواحٍ عرشیۃٍ

اقول اولاً بدانکہ خواست شیخ کہ بعد توحید ونعت
اصفیا بیان کند نعت وصف اوشان را در ظاہر
وباطن وبیان طریقہ وصحت عقول در احوال
صحت اقوال وکمال وجمال در اتباع طریقہ
اینہا کہ العلماء ورثۃ الانبیاء نیس فرمود کہ
اوشان بجسد بنا بر ترکیب آن از عناصر پست اند
وقلوب کہ محل نزول اسرار خداوندیست سماوی
اند یعنی بلند وظاہر اجسام شان گرچہ خاکی است
مثل اجسام غیر ولے در باطن اجسام اوشان تاہنا
برابر اند اشباح جمع شبح بفتحتین ودر آخر حاے
مہملہ بمعنی شخص وجسم وکالبد کذا فی القاموس و
صاحب منتخب ومدار نیز بفتح نوشتہ۔

پہلے یہ جان لینا چاہیے کہ جب حضرت شیخ نے
توحید ونعت اصفیا کے بعد اون کے اوصاف
ظاہری وباطنی اور اون کا صحت طریقہ اور حالات
واقوال وکمال وجمال متابعت نبوی دکہ علما
انبیاء کے وارث ہین بیان کرنا چاہے تو فرمایا کہ
وہ بوجہ ترکیب عنصری جسماً ارضی یعنی پست اور قلباً
(جو محل نزول اسرار خداوندی ہے) سماوی یعنی بلند
ہین اور جسماً اگرچہ اورون کی طرح خاکی ہین۔ مگر
بباطن اون کے جسم اون کے برابر ہین۔ اشباح
جمع شبح بفتحتین وبآخر حاے مہملہ بمعنی شخص
وجسم وکالبد ۱۲ قاموس اور صاحب
منتخب ومدار نے بھی زبر سے لکھا ہے۔

قوله نفوسهم في منازل الخدمة سيّارة وارواحهم في فضاء القرب طيّارة

اقول یعنی نفسہاے شان بعقل صحیح وطریق مستقیم در متابعت نبوی سیر کنندہ اند وارواح شان در میدان شوق وقرب پرندہ

یعنی اون کے نفوس عقل صحیح وطریق مستقیم سے بوجہ متابعت نبوی سیر کرتے اور روحین میدان شوق وقرب مین اوڑتی ہین۔

قوله مذاهبهم في العبودية مشهورة واعلامهم في اقطار الارض منشورة

اقول یعنی طریق شان متابعت وہدایت بر مذہب اہل سنت وجماعت نہ بدعت وضلالت حضرت خواجہ خورد می فرمایند اے درویش فرقہا باہم بہ جنگ وجدال اند الا اہل توحید کہ ایشان را باکسے جدال نیست الخ واعزاز واکرام وعلو درجہ شان در اقطار ارض منتشر است

یعنی اون کا طریقہ بر مذہب اہل سنت وجماعت متابعت وہدایت ہے نہ بدعت وضلالت حضرت خواجہ خورد فرماتے ہین کہ اے درویش تمام فرقے آپس مین لڑتے وجھگڑتے ہین سوا موحدین کے جو کسی سے نہین جھگڑتے اور اون کا اعزاز او احترام اطراف عالم مین منتشر ہے

قوله يقول الجاهل بهم فقدوا وما فقدوا ولكن سمت احوالهم فلم يدركوا وعلا مقامهم فلم يملكوا

اقول یعنی می گوید آن کہ جاہل است از حال این صفاکیشان کہ ایشان گم شدند یعنی اکنون اولیا کجا اند پس افسوس بر جاہل کہ می گوید ایشان نیند لا بلکہ موجود اند وقایم بالحق کہ از برکت شان قیام عالم است وجہل خلق از ایشان بباعث بلندی احوال ایشان است نہ قرب کہ خلق خود

یعنی جو شخص ان بزرگون کے حال سے جاہل ہے وہ کہتا ہے کہ وہ اب نہین رہے ایسا کہنے والے پر افسوس ہے بلکہ وہ موجود اور قائم بحق ہین اونھین کی برکت سے عالم قائم ہے اور خلق اون کو بوجہ علو مرتبت کے نہین جانتی وہ خود بھی اون سے بسبب اونکے بلند مرتبہ ہونیکے

بعید گشته است از او شان به بلندی مرتبهٔ مختار
نگردانیده اند کسے را بعلم با خویش واکنون همین
زمانه است که بشامت اعمال جهال و علماء سوء
این مقربان از چشم ادراک پنهان شده چنانکه امام
غزالی در احیاء از بعضے عرفا نقل می کند که سبب
پنهان شدن ابدال از چشم مردم آنکه ایشان
طاقت دیدن علماء وقت ندارند زیراکه این علما
در نفس الامر جاهلان و نزد جاهلان عالمانند۔

دور ہوگئی ہے اور نہ اونھون نے کسی کو اپنی شناخت
عطا کی اور اب وہ زمانہ ہے کہ جاہلون اور علماء سوء
کی شامت اعمال سے یہ حضرات چھپ گئے
چنانچہ امام غزالی احیاء العلوم مین بعض عارفین سے
نقل کرتے ہین کہ ابدال اس لیے مخفی ہوگئے کہ وہ
علماء وقت کے دیکھنے کی تاب نہین رکھتے کیونکہ
حقیقتًا یہ علماء جاہل ہین اگرچہ جاہلون کے
نزدیک عالم ہین

قوله كَانَ بَيْنَ بِالْجُثْمَانِ بَائِنِينَ بِقُلُوبِهِمْ عَنْ أَوْطَانِ الْحِدْثَانِ

اقول در نسخهٔ صحیحهٔ عوارف جثمان بالثاء است
و در بعضے بسین هم آمده اول بالضم بمعنی بدن و تن
کذا فی الصراح و ثانی بر وزن فعلان جمع جسیم آمده
و هر دو صحیح اند یعنی اصفیاء به برکت متابعت نبوی
ثابت اند با خلق در اجساد و ابدان چنانکه در
قرآن بشان مصطفوی آمده قل انما انا بشر
مثلکم یوحی الیّ و جدا شونده اند بقلوب خود
از وطنهاے خلق در حد حدوث کما جاء فی
الحدیث انی لست کاحدکم و قال الله
مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن

نسخۂ صحیحہ عوارف مین جثمان ث سے ہے اور
بعض مین سین سے اول بالضم بدن و تن ۱۲
صراح اور دوم بر وزن فعلان جسیم کی جمع ہے اور
دونون صحیح ہین یعنی اصفیا برکت متابعت نبوی
اجساد و ابدان مین تو لوگون کے برابر ہین قرآن
شریف مین آنحضرت صلعم کی شان مین ہے کہ کہو
مین تمھاری طرح آدمی ہون مجھ پر وحی کی گئی مگر
قلبًا خلق سے علحدہ ہین حدیث مین ہے کہ مین
تمھاری طرح نہین ہون یا اللہ تعالی فرماتا ہے
کہ محمد تم مین سے کسی کے باپ نہین ہین بلکہ

رَسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ و دائم اند
در مشاهده پروردگار بقلوب در بیداری چون دیدن
نائم اشیاء را امافرق این قدر است که نایم از عدم
صحت حال در همه خیال می ماند و عارف در بیداری
از صحت حال در مشاهده و کمال می باشد لیکن
نایم اگر دید خدا را در نوم همچو بیداری پس این خواب
هم کمال است اما حیوة ابدی نخواهد یافت زیرا که
او در دنیاست نه در آخرت

خدا کے رسول اور خاتم النبیین ہین اور قلبی
بیداری سے ہمیشہ مشاہدہ مین ہین جیسے نائم
اشیاء دیکھتا ہے مگر فرق یہ ہے کہ نائم صحیح الحال
ہونے سے صرف خیال مین اور عارف بحالت
بیداری صحیح الحال ہونے سے مشاہدہ کمال مین
رہتا ہے لیکن اگر نایم نے خواب مین بیداری کیطرح
خدا کی زیارت کی تو یہ خواب بھی کمال ہی مگر حیات ابدی
نہین پائیگا کیونکہ وہ دنیا مین ہے نہ آخرت مین

قوله لِاَرْوَاحِهِمْ حَوْلَ الْعَرْشِ تَطْوَافٌ

اقول در بعض نسخ طواف آمده اما در نسخهٔ صحیحه بصیغه
مبالغه یافته شد و تطواف بمعنی بسیار طواف کننده
مصدر است بمعنی اسم فاعل و هر دو درست اند یعنی
ارواح کاملان با ملائکه گرد عرش طواف می کنند
و کلام حق تعالی و خطاب او می شنوند و بر اسرار
او مطلع می شوند۔

بعض نسخون مین طواف آیا ہے مگر صحیح نسخہ مین
بصیغہ مبالغہ پایا گیا تطواف کے معنے بہت طواف
کرنے والے کے مصدر بمعنی اسم فاعل ہی اور دونو
ٹھیک ہین یعنی کاملین کی روحین فرشتون کے
ساتھ عرش کے گرد طواف کرتی اور کلام حق سنتی
اور اوس کے اسرار پر مطلع ہوتی ہین۔

قوله وَلِقُلُوْبِهِمْ مِنْ خَزَائِنِ الْبِرِّ اِسْعَافٌ

اقول الاسعاف بالکسر حاجت روا کردن کذا
فی الصراح یعنی برای قلوب ایشان از خزانهای
نیکی حاجت روائی است و اسعاف این جا تمیز

اسعاف بالکسر حاجت روا کرنا ۱۲ صراح یعنی
اون کی دلی حاجتین نیکی کے خزانون سے
پوری ہوتی ہین۔ اور اسعاف بیان یعنی

یعنی حصه می توانند بود و همین مراد است در ترجمه
بلکه قلوب ایشان مخازن اسرار الٰہیه و موارد انوار اویند

حصه بھی ہو سکتا ہے اور ترجمه مین یہی مقصود
ہے بلکه اونکے قلوب مخزن اسرار و مورد انوار الٰہی ہین

قوله يَتَنَعَّمُونَ بِالْخِدْمَةِ فِي الدَّيَاجِرِ فَيَتَلَذَّذُونَ مِنْ وَهَجِ الطَّلَبِ بِظَمَاِ الْهَوَاجِرِ

اقول دیاجر جمع دیجور یعنی شب تاریک و مراد ازو
خلوت ایشان است با حق و وهج بمعنی شدت و ظما تشنگی و تشنه
شدن و بالکسر تشنگان کذا فی المنتخب معنی عبارت
این که سیرت ایشان است که چون بظاہر و باطن مستدیم نعمت می گیرند در خدمت پروردگار
و لذت می گیرند از شدت تشنگی طلب روز گرم
و قاعده است که در شدت حرارت غلبه تشنگی
می شود و در فرق گرم و سرد خیلے دشوار می
پس در شدت طلب چنان بحرارت شوق تشنه
اند که ہر چه از گرم و سرد پیش می آید فرو می برند

دیاجر جمع دیجور اندھیری رات اور ہواجر جمع ہاجرہ
گرمی کی دوپہر جس سے اونکی خلوت مع الٰہی مراد ہے
وہج بمعنی شدت اور ظما پیاس و پیاسا ہونا اور بالکسر
پیاسے ۱۲ منتخب مطلب یہ ہوا کہ اونکی عادت ہے کہ
بوجہ ظاہری استقامت و باطنی قرار کے حضرت
حق سے نعمت پاتے اور شدت حرارت طلب سے
لذت لیتے ہین۔ قاعدہ ہے کہ شدت حرارت
مین پیاس کا ایسا غلبہ ہوتا ہے کہ گرم و سرد کا فرق
دشوار ہو جاتا ہے تو شدت طلب مین حرارت شوق سے
ایسے پیاسے ہین کہ گرم و سرد جو کچھ پیش آتا ہے اوسی پی جاتے ہین

قوله تَسَلَّوْا بِالصَّلٰوةِ عَنِ الشَّهَوَاتِ

اقول تسلّو صیغه جمع است از باب تفعیل سلّی
تسلّی تسلیة بمعنی دل جمعی والسلو خورسند شدن و
قرار گرفتن در منتخب است که سلو بفتح و بضمتین و تشدید
واو خورسند شدن و زائل شدن اندوه و فراموش
کردن یعنی قرار می گیرند در نماز از شهوات که

تسلّوا جمع کا صیغہ ہے باب تفعیل سے سلّی تسلّی
تسلیة بمعنی دل جمعی اور سلو خوش ہونا اور قرار لینا
منتخب مین ہے کہ سلو بفتح و بضمتین و تشدید واو
خوش ہونا غم زائل ہونا۔ بھول جانا
یعنی نماز مین شہوات ہوا و ہوس نفسانی

ہوا و ہوس نفسانی اند چنانچہ در حدیث آمدہ
حبب الی من دنیاکم ثلاث الطیب
والنساء وقرۃ عینی فی الصلوۃ زیرا کہ صلوۃ
[illegible] است میان رب و مربوب و معراج مومن از آنکہ
در صلوۃ تنویریست کہ در غیرش نیست پس می یابند
آنچہ می یابند ببرکت نماز و خشوع و خضوع دران
و تخصیص صلوۃ از جملہ فرایض اشارت بفضیلت
وست بر سائر عبادات کہ مصلی را عبادت جملہ
فرشتگان جامعیت مے بخشد

بھول جاتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ دنیاوی
چیزوں میں مجھے تین چیزیں پسند ہیں خوشبو اور
عورت اور نماز میں آنکھ کی ٹھنڈک اس لیے کہ نماز
حق اور بندہ میں علاقہ اور بندہ کی معراج ہے
کیونکہ اس میں ایک ایسی نورانیت ہے جو کسی اور
میں نہیں تو اوسے جو کچھ ملتا ہے وہ خشوع و خضوع و
نماز کی برکت سے اور نماز کی تخصیص تمام فرایض سے
بوجہ باقی عبادات پر اوسکی فضیلت کے ہے کیونکہ
نمازی نماز میں کل فرشتوں کی عبادت کا جامع ہوتا ہے

قوله وتعوضوا بحلاوة التلاوة عن اللذات

اقول تعوض عوض دادن شے را یعنی عوض
گیرید از جملہ لذات دینی و دنیوی ہم درین دنیا
بچاشنی قرارت قرآن زیرا کہ از و بندہ را صفت
[illegible] حاصل [illegible] صفت نگاہ خود درین
[illegible] آنکہ [illegible] وقت [illegible] شنو پس
[illegible] و لذتے خوشتر ازین چہ خواہد بود فطوبی
[illegible] القرآن فان اہل القرآن
[illegible] ولیکن ہرگز گوید کہ لذات ذکر
[illegible] و حلاوت تلاوت حجاب ست پس

تعوض کسی چیز کا بدلہ دینا یعنی تمام لذات دینی و
دنیوی کا وہ اسی دنیا میں قرآن پڑھنے کی چاشنی
سے عوض لیتے ہیں کیونکہ اس سے بندہ کو
صفت کلیمی حاصل ہوتی ہے اور مدینی بلند نگاہی
سے اس طور معنی آتی پر ہو جکر موسا کی وقت
ہوتا ہے تو اس سے بڑھکر لذت و حلاوت اور
کیا ہوگی لہذا جس نے نعمت قرآن حاصل کی اوسے
بشارت ہے کیونکہ اہل قرآن خاصکر اہل اللہ ہیں اگر کوئی
یہ کہے کہ لذات ذکر و مناجات و حلاوت تلاوت حجاب ہیں

مخصوص باہل استغراق ست درحال تلوین نہ در
تمکین ونہ برائے ہمہ وہر کہ قائل این ست کافر
وزندیق است بعضے فقرا جاہل زمانہ بر قول بزرگ
العلم حجاب الاکبر سر استرانید واندرون از حقیقت
برگردانیدہ واے صد وائے می دانند کہ مراد از
علم دانستن ہستی خود است نہ علم معروف کہ دانستن
آن فرض عین راہ سالک است

تو یہ بحالت تلوین ہے بحالت تمکین صرف اہل استغراق
سے مخصوص ہے اور جو اس کا قائل ہے وہ جھوٹا کافر
زندیق ہے اس زمانہ کے بعض جاہل فقیر اکابر
کے اس قول پر کہ علم حجاب اکبر ہے سر منڈا دیا اور
حقیقت سے منہ پھیر لیا ہے افسوس اون کو یہ معلوم نہیں
کہ علم سے اپنا علم ہستی مراد ہے نہ علم مشہور جس کا
جاننا ہر سالک پر فرض ہے۔

قولہ یلوح من صفحات وجوھہم بشر الوجدان ویتم علی مکنون سرائرہم نضارۃ الایقان

اقول یلوح از لاح یلوح مشتق از لوح بمعنی
درخشیدن کذا فی الصراح بشر بمعنی بشارت آمدہ
است ویتم از نم ینم بمعنی ظہور سرائر بروزن فعائل
جمع سریرہ بمعنی پوشیدگی وخفا ونضارت بمعنی
تازگی یعنی ظاہر از بشرہ ہاے شان خوشی قلب
است کہ بر پوشیدگیہاے اسرار دلالت می کند
خلاصہ این کہ جمال کمال شان بر کسی مستور نیست

یلوح لاح یلوح لوحاً سے مشتق ہے جس کے معنے
چمکنے کے ہیں ۱۲ صراح بشر بمعنی بشارت اور ینم نم
ینم سے بمعنی ظہور سرائر بروزن فعائل سریرۃ کی جمع
بمعنی پوشیدگی و خفا اور نضارت بمعنی تازگی۔
یعنی اون کے بشرہ سے قلبی مسرت ظاہر ہے جو
اون کے پوشیدہ اسرار پر دلالت کرتی ہے خلاصہ
یہ کہ اون کا جمال باکمال کسی سے پوشیدہ نہیں

سیماھم فی وجوھہم من اثر السجود
ولیکن محجوبان را کہ در حجاب ادبار اند چہ سود

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم | چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

قطرتی للمحظوظین والویل للمحرومین تازگی

اون کی پیشانیوں پر سجدے کے نشان ہیں
نا محجوبان حجاب ادبار کے لیے کیا کیجئے کہ مصرعہ
اگر دن میں چمگادڑ نہ دیکھے تو آفتاب کا کیا قصور
لہذا محظوظین کو بشارت اور محرومین پر حسرت اور تازگی

انکار بقصد اشارہ است بکمال خباثت و دعوے
مساوات معاذ اللہ سے چہ نسبت خاک را با عالم پاک

اور انکار بقصد دعوے ہمسری اور کمال خباثت کی دلیل
ہے معاذ اللہ سے خاک کو عالم پاک سے کیا نسبت

فبشری لمن عظمهم و ویل لمن حقرهم
و ہرگاہ شیخ از حمد و نعت اصفیا در توحید فارغ
شد باز حمد کرد دوبارہ بر نعم اصفیا صرف نمود

تو جنھون نے اونکی تعظیم کی اونکو بشارت اور جنھون نے
اونکی تحقیر کی اونپر حسرت ہے پھر جب حضرت مصنف حمد و
نعت سے فارغ ہوئے تو دوبارہ نعم اصفیا پر حمد کی اور فرمایا

قوله فللّٰه الحمد علی ما هیّأ للعباد من برکة خواص حضرته من اهل الوداد
والصلوة والسلام علی نبیه ورسوله محمد واله واصحابه الاکرمین الامجاد

اقول التهیا موجود کردن و فراہم آوردن امجاد
جمع مجد بمعنی بزرگی یعنی سپاس خدا را کہ موجود گردانید
برائے بندگان از برکت خاصان خود کہ اہل
دوستی اند و ہمین مراد است از اخوت اسلامی و
رحمت کاملہ نازل باد بر نبی و رسول او کہ محمد صلعم
اند و آل و اصحاب او کہ بزرگتر اند و آوردن صلوة
بعد الحمد اشارت است باتمام شکر حق باید دانست
کہ صلوة اصلش صلوت بفتحات ثلثہ واو الف شد
و این لفظ اسم تصلیہ است و لہذا مفعول مطلق صلی
واقع شود و مشترک لفظی ست نزد عبد اللہ ابن عباس
و تابعین ایشان کما ہو المشہور یعنی چون منسوب
بخدا باشد برابر است کہ در کلام الٰہی بود یا در کلام

تہیا موجود کرنا اور جمع کرنا امجاد جمع مجد بمعنی بزرگی
یعنی خدا کے لیے تعریف ہے جسنے اپنے بندون کے
لیے خاص لوگون کی وجہ سے جو اہل محبت ہین برکت
دی ہے اس سے اخوت اسلامی مقصود ہے اور اُسکے نبی و
رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور اونکے آل و اصحاب پر جو
سب سے بزرگ ہین رحمت کاملہ نازل ہو حمد کے بعد صلوة
لانا اتمام شکر حق کی طرف اشارہ ہے جاننا چاہیے کہ
صلوة کی اصل صلوت بفتحات ثلثہ ہے واو الف ہوگیا اور
لفظ تصلیہ کا اسم ہے اور اسی لیے مفعول مطلق صلی واقع ہوتا ہے
حضرت عبد اللہ ابن عباس اور اُنکے تابعین کے نزدیک
مشترک لفظی ہے جیسا کہ مشہور ہے یعنی جب خدا کی طرف منسوب
ہوگی خواہ اوس کے کلام مین ہو یا بندہ کے کلام مین

بنده مراد ازان رحمت است واگر منسوب ملائکه
باشد استغفار واگر به مومنین بود دعا وازہری در
تهذیب اللغات از ابن الاعرابی می آرد که اگر
از طیور و هوام بود تسبیح است و جزری در نهایه
می گوید معنی صلی الله علیه وسلم آن ست که حق
تعالی آنحضرت را در دنیا باعلاے ذکر و ترقی
اسلام و در عقبی به شفاعت امت و تضعیف ثواب
اعمال عظمت بخشد و مشترک معنوی ست نزد بعضے
محققین یعنی موضوع براے عطف و افادت الخیر
که مشترک است در معانی مذکوره کما ذهب الیه
صاحب المغنی وازین جاست که امام غزالی
می فرماید الصلوة موضوعة للقدر المشترک
للثلاثة المذکورة وهو الاعتناء بالمصلی
علیه انتهی و در معنی این لفظ اختلافهاے
دیگر است که این رساله گنجایش آن ندارد و کتابت
الف بواو شهرت دارد صاحب جامع الرموز
دربیان این لفظ می نویسد الفها مبدلة عن
الواو ولم تکتب بها فی غیر القرآن کما
قال ابن درستویه وثنی یا مشتق است از ثنا

تو رحمت مراد ہوگی اور اگر فرشتوں کی طرف منسوب
ہوگی تو استغفار اور اگر مومنین کی طرف منسوب ہوگی
تو دعا۔ ازہری تہذیب اللغات مین ابن اعرابی سے
نقل کرتے ہین کہ اگر چڑیوں کی طرف منسوب ہوگی
تو تسبیح اور علامہ جزری نہایہ مین لکھتے ہین کہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے یہ معنے ہین کہ خدا آنحضرت کو دنیا مین اعلاے ذکر
و ترقی اسلام اور عقبی مین شفاعت امت و تضعیف ثواب
اعمال سے عظمت بخشی اور بعض محققین کے نزدیک مشترک
معنوی ہے یعنی عطف و افادۂ خیر کے لیے جو معانی مذکورہ
مین مشترک ہے بنایا گیا ہے یہی صاحب مغنی کا بھی مذہب
ہے اور یہین سے امام غزالی فرماتے ہین کہ صلوة
قدر مشترک ثلاثہ مذکورہ کے لیے موضوع ہے جو اعتنا
بالمصلی علیہ ہے انتہی اور اس کے معنوں مین اور
بھی اختلاف ہے جس کی گنجایش اس رسالہ مین
نہین اور اس کے الف کی کتابت واو سے مشہور ہے
صاحب جامع الرموز اس لفظ کے بیان مین لکھتے
ہین کہ اس کا الف واو سے بدل دیا گیا اور رسم الا
قرآن کے سوا اور کہین نہین لکھا گیا جیسا کہ
ابن درستویہ نے کہا اور ثنی یا ثنا بمعنی رفع سے

بمعنی رفع و یا از انبا بمعنی اخبر و میان نبی و رسول
خصوص و عموم است هذا هو مذهب اهل السنة
والجماعة بدلیل قوله تعالی وما ارسلنا
قبلک من رسول ولا نبی کما صرح به الفاضل
اللاهوری فی بعض حواشیه و مذهب معتزله
آن است که رسول و نبی متحد بالذات و متغایر
بالاعتبار والمفهوم اند یعنی ازین جهت که لفظ رسول
ارسلنا و انچه مفید این معنی باشد در حق شے وارد
شده است رسول است و ازین جهت که لفظ
نبی و مرادفش در شانش وارد گردید نبی است
وازین جاست که علامه تفتازانی در شرح مقاصد
بتبعیت این قول قائل مساوات گردیده لیکن
ظاهر آیت مذکوره و قوله تعالی وکان رسولا نبیا
ازان انکار می کند و نزد بعضے رسول عام است از
نبی که انسان و فرشته هر دو را شامل است بخلاف
نبی که مخصوص است با انسان و مؤید این معنی است
قوله تعالی وکان رسولا نبیا و نزد بعضے نبودن
کتاب و شریعت جدیده در مفهوم نبی شرط است
و برین تقدیر بینهما تباین باشد والتفصیل

مشتق ہے یا انبا بمعنی اخبر سے اور نبی و رسول میں
عموم و خصوص ہے جو اہل سنت و جماعت کا مذہب
ہے بدلیل آیت وما ارسلنا قبلک[سلہ] جس کی
تصریح فاضل لاہوری نے اپنے بعض حواشی میں کی
اور معتزلہ کا مذہب یہ ہے کہ نبی و رسول ذاتاً ایک
اور مفہوماً غیر ہیں یعنی اس لیے کہ لفظ رسول و ارسلنا
وغیرہ اوس کے حق میں وارد ہوے وہ رسول ہے
اور اس لیے کہ لفظ نبی اور اوسکے ہم معنے اوس کی
شان میں وارد ہوے نبی ہے۔ اور اسی لیے
علامہ تفتازانی شرح مقاصد میں ان کے قول
کو مان کر قائل مساوات ہوے مگر آیت مذکور
اور ظاہر آیت وکان رسولا نبیا (اور تھا رسول اور نبی) اس کا منکر
ہے اور بعض کے نزدیک رسول نبی سے عام
ہے کیونکہ وہ انسان اور فرشتون دونون پر شامل
ہے بخلاف نبی کے جو انسان سے مخصوص ہے
جس کی مؤید آیت وکان رسولا نبیا
ہے اور بعض کے نزدیک جدید شریعت و کتاب کا
نہ ہونا مفہوم نبی میں شرط ہے اور اس صورت
مین دونون مین فرق ہوگا جس کی تفصیل

[سلہ] اور نہ بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی نبی اور نہ رسول ۱۲

فی المطولات محمد وجہ تسمیہ آنحضرت باین اسم
مبارک وفور محمودیت ایشان بمجرد پیدایش است
وباب تفعیل از حمد مفید معنی مبالغہ وکثرت می باشد
ولہذا فاضل اسفراینی در اطول می آرد کہ از حمد
دو اسم برای مبالغہ اشتقاق یافتہ یکے محمد برای
مبالغہ محمودیت دوم احمد برای مبالغہ حامدیت
وآلہ لفظ آل اسم جمع است اصلش نزد سیبویہ آل کہ
در اصل اہل بود بدلیل تصغیرش اہیل وھذا
ھو المشہور والمسلم عند البصریین ونزد کسائی
سر آمد کوفیان اصلش اول بالتحریک بدلیل تصغیرش
اویل وھذا ھو الموثوق عند الکوفیین
قال الکسائی سمعت اعرابیا فصیحا یقول
آل واویل واھل واھیل وھکذا نقل عن
الاصمعی ایضا واین قول باعتبار قیاس اولی است
زیرا کہ خلاف قیاس برین مذہب لازم نمی آید
اما اہیل می تواند کہ تصغیر اہل باشد چنانچہ دال علیہ
قول الاعرابی المذکور بلکہ بعضے از محققین برین تصریح
تصریح کردہ اند مثل فاضل چلپی کہ در منہیات
حواشی مطول می گوید قد سمع اویل فی تصغیر آل

مطولات مین ہے۔ محمد آنحضرت صلعم کی وجہ تسمیہ اس
نام نامی سے بوجہ آپ کی وفور محمودیت پیدایشی کے
ہے اور حمد باب تفعیل سے مفید معنی مبالغہ وکثرت
کے ہے اسی لیے فاضل اسفراینی اطول مین لکھتے
ہین کہ حمد سے مبالغہ کے دو اسم مشتق ہوئے ایک
محمد مبالغۂ محمودیت کے لیے دوسرا احمد مبالغۂ حامدیت
کے لیے وآلہ لفظ آل اسم جمع ہے جس کی اصل
سیبویہ کے نزدیک آل ہے کہ اصل مین اہل تھا بدلیل
تصغیر اہیل اور یہی مشہور اور بصرہ والون کے نزدیک
مسلم ہے اور سرگروہ کوفیین کسائی کے نزدیک اسکی
اصل اول بالتحریک بدلیل اس کی تصغیر اویل کے
تھی اور یہی کوفیون کے نزدیک درست ہے کسائی نے
کہا کہ مین نے ایک فصیح اعرابی کو آل و اویل و اہل و اہیل
کہتے سنا اور ایسا ہی اصمعی سے بھی منقول ہے اور
یہ قول باعتبار قیاس اولے ہے کیونکہ یون خلاف قیاس
لازم نہین آتا ہے لیکن اہیل ممکن ہے کہ اہل کی تصغیر ہو
جس پر قول اعرابی دلالت کرتا ہے بلکہ بعض محققین
نے اسی کی تصریح کی ہے جیسے فاضل چلپی کہ منہیات
حواشی مطول مین لکھتے ہین کہ تصغیر آل اویل سنی گئی

متن	ترجمہ
وھذا دلیل علی ان الفہ منقلبۃ عن الواو	جو اس بات کی دلیل ہے کہ اوس کا الف واو سے
واما اھیل تصغیر اھل ولا داعی الی جعلہ	بدل دیا گیا مگر اہل کی تصغیر اہیل تو کوئی اس کے
تصغیر آل لیکون الفہ بدل ھمزۃ مبدلۃ	آل کی تصغیر ہونے کا مدعی نہین کہ اوس کا الف
بل لا دلیل علیہ انتھی بلفظہ ومثل فاضل	بدل ہمزہ مبدلہ ہو بلکہ اس پر کوئی دلیل نہین انتہے اور
اسفرائنی کہ در اطول می گوید فاھیل لیس تصغیرا	ایسے ہی فاضل اسفرائنی بھی اطول مین لکھتے ہین کہ
للاھل لا للآل ومثل علامہ ازھری کہ در	اہیل نہ تو اہل کی تصغیر ہے نہ آل کی یا علامہ ازہری
تہذیب اللغات می آرد قال ابو العباس احمد	تہذیب اللغات مین لکھتے ہین کہ ابو العباس احمد بن
بن یحیی اختلف الناس فی الآل فقال طائفۃ	یحیی نے کہا کہ آل مین اختلاف ہے بعض کے نزدیک
آل النبی من اتبعہ قرابۃ کانت او غیر	آل نبی وہ لوگ ہین جو قرابتہ یا غیر قرابتہ آپ کے تابع
قرابۃ واھلہ ذو قرابۃ تبعا او غیر متبع و	ہون اور اہل وہ ہین جو آپ کے قرابت دار ہون
قالت طائفۃ الآل والاھل واحد واحتجوا	تابع ہون یا نہ ہون اور بعض کے نزدیک آل و اہل
بان الآل اذا صغر قیل اھیل لکان الھمزۃ	ایک ہین اون کی یہ دلیل ہے کہ آل کی جب تصغیر
ھاء لقولھم ھنرت الثوب وانرتہ اذا	کی جائیگی تو بوجہ ہمزہ کے ہاء ہو جانے کے اہیل کہا
جعلت لہ علما قال وروی الفراء عن	جائیگا بسبب اون کے اس قول کے کہ ھنرت الثوب
الکسائی فی تصغیر آل اویل قال	الخ اور فراء نے کسائی سے آل کی تصغیر اویل روایت
ابو العباس فقد زالت تلک العلۃ وصار	کی ابو العباس نے کہا کہ پھر یہ علت زائل ہو گئی
الآل والاھل اصلین لمعنیین انتھی	اور آل و اہل دو معنون کی اصل ہو گئی انتہے
بالجملہ تصنیفات مذکورہ دلالت برین معنی دارند کہ	بالجملہ تصنیفات مذکورہ اس پر دلالت کرتے ہین کہ
اھیل تصغیر اھل است نہ آل کہ تصغیرش اویل	اہیل اہل کی تصغیر ہے نہ آل کی جس کی تصغیر اویل

می آید و مؤید این معنی است فرقے که میان آل
واہل بوجوہ عدیدہ ثابت شدہ اول آنکه اضافت
آن مخصوص بذوی العقول است پس مضاف
نمی شود بسوے اللہ وحق وزمان ومکان ومعانی
وحرفه ولہذا آل الحق وآل المصر وآل الزمان
وآل العلم والاسلام وآل التجارۃ مستعمل نه شود
بخلاف اہل فانه اعم ھکذا فی حاشیة الچلپی
وابی القاسم علی شرح التلخیص وغایة الھدایة
علی شرح ھدایة الحکمة منفرقاً دوم آنکه
اضافتش ازمیان ذوی العقول مخصوص به ذکور
است ولہذا آل فاطمه نمی گویند بخلاف اہل
کذا فی منہیة حاشیة فاضل الچلپی سوم آنکه اضافتش
ازمیان ذکور باشراف وارباب عظمت مخصوص
است ولہذا آل حائک آل حجام نیاید بخلاف
اہل وھذا فی کثیر من الکتب چہارم آنکه
اضافتش بسوے ضمیر غیر مستحسن ونادر ولہذا
در کلام مجید نیامدہ ودر احادیث بطور ندرت دیدہ
شد بلکه نزد کسائی وابوبکر زبیدی ممنوع مگر تحقیق
آن ست که اضافتش بسوئے مضمر در کلام مجید

آتی ہے اور اس کی تائید اوس فرق سے ہوتی ہے
جو آل واہل مین کئی وجہون سے ہے اول یہ کہ
آل کی اضافت ذوی العقول سے مخصوص ہے
لہذا وہ اللہ وحق وزمان ومکان ومعانی وپیشه
کی طرف مضاف نہوگا اور اسی لیے آل حق وآل مصر
وآل زمان وآل علم واسلام وآل تجارت مستعمل نہوگا
بخلاف اہل کے کہ وہ اعم ہے ایسا ہی حاشیہ چلپی و
حاشیہ ابی القاسم برشرح تلخیص وغایة الہدایة حاشیہ
شرح ہدایة الحکمة مین متفرقاً ہے دوسرے یہ کہ اسکی
اضافت ذوی العقول مین ذکور سے مخصوص ہے اور
اسی لیے آل فاطمہ نہین کہتے بخلاف اہل کے جیسا کہ منہیہ
حاشیہ فاضل چلپی مین ہے تیسرے یہ کہ اوس کی
اضافت ذکور مین شریفون اور بزرگون سے مخصوص
ہے اور اسی لیے آل حائک وآل حجام نہین آتا بخلاف
اہل کے اور یہ بہت سی کتابون مین ہے چوتھے یہ کہ
اوس کی اضافت ضمیر کی طرف کم اور ناجائز ہے اور اسی
لیے کلام مجید مین نہین ہے اور احادیث مین بھی کم
ہے بلکہ کسائی وابوبکر زبیدی کے نزدیک ممنوع ہی مگر
تحقیق یہ ہے کہ مضمر کی طرف اسکی اضافت کلام مجید مین

فارسی	اردو
ثابت است چنانکه فاضل چلپی در منهیه شرح از	ثابت ہے جیسا کہ فاضل چلپی نے منہیہ مین مرادی
مرادی شرح الفیه نقل کرده وحق بجانب اوست	شرح الفیہ سے نقل کیا اور حق بجانب بھی وہی ہے
لما روی عن افصح العرب والعجم صلی الله	چنانچہ افصح العرب والعجم صلعم سے مروی ہے کہ میری
علیه وسلم الی کل مومن تقی الی یوم القیامة	آل ہر مومن متقی ہے قیامت تک اس کو تمام نے
رواه التمام فی فوائده کذا فی الشمنی و ازین	اپنے فوائد مین روایت کیا جیسا کہ شمنی مین ہے اس
تحقیق ثابت شد که قول بعض اضافت آل	تحقیق سے یہ ثابت ہوا کہ بعض کا یہ قول کہ اضافت
بسوی مضمر در حدیث نیامده غلط است اگر	آل مضمر کی طرف حدیث مین نہین آئی غلط ہے اگر
پرسند چون اضافت آل مخصوص باشراف وارباب	کہین کہ جب آل کی اضافت شریفون اور بزرگون سے
عظمت است باید که تصغیرش نیاید زیرا که تصغیر	مخصوص ہے تو اسکی تصغیر نہ آنا چاہیے کیونکہ تصغیر حقارت
دلالت بر حقارت کند جوابش آنکه این دلالت	پر دلالت کرتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دلالت
مطلقاً مسلم نیست بلکه ممکن که برای عظمت باشد	مطلقاً مسلم نہین بلکہ ممکن ہے کہ عظمت کے لیے ہو
وبر تقدیر تسلیم از حقارت آل حقارت مضاف الیه	اور اگر ہو بھی تو حقارت آل سے حقارت مضاف الیہ
آن که عظمتش مقصود است لازم نمی آید ولو فرض	جس کی عظمت مقصود ہے لازم نہین آتی علاوہ اس کے
حقارت من وجه منافی عظمت بوجه دیگر نیست	ایک وجہ سے حقارت دوسری وجہ سے عظمت کی
زیرا که عظمت مراتب دارد وهذا ما یتعلق به لفظاً	منافی نہین کیونکہ عظمت کے مراتب ہین اور یہ اس
واما باعتبار معنی دران پنج مذهب است اول	سے لفظاً متعلق ہے مگر معنے اوس مین پانچ مذہب
یعنی اتباع وهو مذهب جابر بن عبدالله	ہین اول یعنی اتباع جو جابر بن عبداللہ وسفیان
وسفیان الثوری ومختار بعض اصحاب	ثوری و بعض اصحاب شافعی کا مذہب و مختار
الشافعی والمرجح عند النووی والازهری	ہے اور نووی وازہری کے نزدیک مرجح

دوم بنو ہاشم و بنو المطلب و ہو مذہب الشافعی سوم بنو ہاشم فقط و ہو مذہب امامنا الاعظم و مختار بعض المالکیۃ چہارم ازواج و بنات و داماد آنحضرت و اولاد ایشان و نزد بعضے خدم نیز پنجم اہلبیت است بالجملہ معنی اول مصداق آل حسبی است و بواقی مصداق آل نسبی و لنعم ما قیل چنانکہ زکوۃ و صدقہ مال بر آل نسبی حرام است صدقہ علم کہ عبارت از تقلید در علوم است بر آل حسبی او کہ علماء راسخین و اولاد روحانی اویند حرام است و چون مصنف از حمد و صلوۃ فارغ شد شروع کرد در بیان نیت خویش درین تالیف منیف پس فرمود

دوسرے بنی ہاشم و بنو مطلب بر مذہب شافعی تیسرے صرف بنو ہاشم ہمارے امام اعظم اور بعض مالکیہ کے نزدیک چوتھے آنحضرت صلعم کی بیبیان بیٹیان و داماد و اولاد اور بعض کے نزدیک خادم بھی پانچوین اہل بیت بالجملہ پہلے معنی آل حسبی اور باقی آل نسبی کے مصداق ہین اور کیا خوب کہا گیا ہے کہ جس طرح زکوۃ و صدقہ مال آل نسبی پر حرام ہے اوسی طرح صدقہ علم یعنی علوم مین تقلید اون کی آل حسبی یعنی علماء راسخین و اولاد روحانی پر حرام ہے پھر حضرت مصنف نے حمد و صلوۃ سے فارغ ہو کر اس تالیف شریف سے جو اپنی نیت تھی وہ بیان کرنا شروع کی لہذا فرمایا۔

ثُمَّ اِنَّ ابْتِدَارِیْ لِهٰذَا لِیْ هٰؤُلَاۗءِ الْقَوْمِ وَمَحَبَّتِیْ لَهُمْ لِشَرَفِ حَالِهِمْ وَصِحَّةِ طَرِیْقِهِمُ الْمَبْنِیَّةِ عَلَی الْکِتَابِ وَالسُّنَّةِ الْمُتَحَقِّقِ بِهَا مِنَ اللّٰهِ الْکَرِیْمِ ذِی الْفَضْلِ وَالْمِنَّةِ

اقول یعنی اختیار من راہ نیک و سیرت این قوم را و محبت من با ایشان از انست کہ دانا ام از بزرگی حال و صحت طریقہ آنہا کہ مبنی بر کتاب و سنت است کہ ثابت است از خدائے بزرگ صاحب فضل و احسان۔

یعنی مین نے جو ان کے عادات اختیار کیے یا مجھے اون سے محبت ہے وہ اس لیے کہ مین اون کی بزرگی اور صحت طریقہ سے جو کتاب اللہ سے ثابت اور سنت رسول اللہ پر مبنی ہے زیادہ واقف ہون۔

قوله حدانی ان اذب عن هذه العصابة بهذه الصبابة

اقول یعنی انگیخت مرا و باعث شد و عصابه بکسر نوعے از جامه که بدان سر بندند و دستار را نیز گویند و گروہے از مردم و مراد این جا همین گروه صوفیه است و صبابه بالضم بقیهٔ آب در ظرف و مقصود ازو این جا همین کتاب است و ذب بمعنی نرم رفتن یعنی خواستم که به نرمی دفع کنم ازین جماعت صوفیه صافیه باین کتاب و بنمایم طالب را که صوفی کیست و تصوف چیست و ماهیت آن چه والله عنده ام الکتاب

یعنی مجھکو آمادہ کیا اور باعث ہوا۔ عصابہ بالکسر وہ کپڑا جس سے سر باندھتے ہین اور پگڑی کو بھی کہتے ہین اور آدمیون کا گروہ یہان گروہ صوفیہ ہی مراد ہے اور صبابہ بالضم پیالے مین بچا ہوا پانی جس سے یہان مراد یہی کتاب ہے اور ذب نرم چلنا یعنی مین نے چاہا کہ بہ نرمی اس کتاب مین صوفیہ صافیہ پر سے اعتراضات دفع کرون اور طالب کو بتاؤن کہ صوفی کون اور تصوف اور اوس کی ماہیت کیا ہے

قوله وألفت ابوابا فی الحقایق والآداب معربة عن وجه الصواب فیما اعتمدوه ومشعرة بشهادة صریح العلم لهم فیما اعتقدوه

اقول و جمع کنم ابواب در بیان حقایق و آداب که ظاهر کنند وجه صواب و حق در ان شئے که ایشان را اعتماد بروست مخبره بشهادت صحیح علم معتقدات آنحضرات را و علم دو قسم است اول علم بالله که بلا واسطه حاصل شود نه علم النفس و همین علم وراثت است و مخصوص بصوفیه که وعلمناه من لدنا علما دیگر علم ببرهان قاطع

اور حقایق و آداب کے بیان مین ابواب جمع کرون جو اون کے معتقدات صحیح ہونے کو ظاہر کردین اور اون کے معتقدات کی صریحی شہادت دین اور علم کی دو قسمین ہین علم باللہ جو بلا واسطہ حاصل ہو نہ علم نفس اور یہی علم وراثت مخصوص بہ صوفیہ ہے کہ علمناہ[1] من لدنا علما اور علم بہ برہان قاطع

[1] اور سکھایا ہمنے اوسکو اپنے پاس سے علم ۱۲

کہ قرآن وحدیث و اجماع و قیاس است و این عام است برائے عام دران شی کہ او شان را اعتقاد است اکنون سبب تالیف می نگارد و می فرماید

یعنی قرآن وحدیث و اجماع و قیاس سے اور یہ عام کے لیے اون کے اعتقادیات مین عام ہے اب سبب تالیف لکھتے اور فرماتے ہین۔

قوله حیث کثر المتشبّهون بهم واختلفت احوالهم وتستّر بزيّهم المتستّرون وفسدت اعمالهم وسبق الی قلب من لا یعرف اصول سلفهم سوء ظنّ وکاد لا یسلم من دقیقة فهم وطعن ظنًّا منه انّ حاصلهم راجع الی مجرّد رسم وعائد الی مطلق اسم

اقول التستر در پردہ شدن یعنی چونکہ متشبہ با یشان بسیار شدند و احوال شان مختلف شد و پردہ پوشیدند بلباس ایشان ناکسان و تباہ شدند اعمال آنہا و بدگمان شد آنکہ نمیداند اصول بزرگان سلف را و قریب است کہ تسلیم نہ کند از طعن کردن درانہا باین خیال کہ حاصل صوفیہ راجع بہ مجرد رسم و عائد مطلق اسم است خلاصہ این کہ اکنون بفساد زمان و تغیر اخوان ماند اس طریق حق و ظہور سوء ظن از تصوف صرف نام و نشان باقی ماندہ است صوفی و متصوف کجا قول حسن بصری راست آمدہ است کہ مسلمانان درگور و مسلمانی درکتاب پس از تالیف این

تستر چھپنا یعنی چونکہ ان سے مشابہ لوگ بہت ہوگئے اور اون کے حالات مختلف ہوے اور ان کے لباس مین نالایق لوگ آکر چھپے اور اون کے اعمال تباہ ہوے اور کچھ دور نہین کہ بزرگون کے اصول سے ناواقف شخص بدگمان ہوکر طعن سے یہ کہنے لگے کہ مقاصد صوفی صرف رسم و خصوصیات اور محض برائے نام ہین غرضکہ اب زمانہ کی خرابی اور اخوان طریقت کی تباہی اور تصوف کی بربادی و بدگمانی سے اس کا صرف نام و نشان باقی رہ گیا ہے صوفی کون و متصوف کہان حضرت حسن بصری کا ارشاد درست ہے کہ مسلمان قبر مین اور مسلمانی کتاب مین ہے تو اس تالیف سے

مولف خواست کہ حق را ظاہر و باطل امسخ گرداند
اللّٰھم احفظنا واجعلنا من احبائك واصفيائك

مولف نے حق کو ظاہر اور باطل کو مسخ کرنا چاہا الٰہی
ہم کو محفوظ رکھ اور زمرۂ احباب و اصفیا مین داخل کر

قوله وما حضرني فيه من النية ان اكثر سواد القوم بالاعتزاء الى طريقهم والاشارة الى احوالهم وقد ورد من كثّر سواد قوم فهو منهم وارجو من الله الكريم صحة النية فيه وتخليصها من شوائب النفس

اقول الاعتزاء الانتساب یعنی نیت وقصد من
آنچہ کہ درین ہنگام تالیف است این است کہ بسیار
کنم سواد قوم را بہ نسبت کردن سوے طریقہ شان
و ایما باحوال آنہا کہ داخل در مصداق حدیث شوم
کہ ہر کہ بسیار کند سواد یعنی آثار قوم را پس او از اوشان
و در اوشان شمار کردہ خواہد شد و امیدوارم از
خداے بزرگ آیندہ صحیح ماندن نیت را درین
تالیف و خلاصی آن از آمیزش ہاے نفس لان
النفس لامارة بالسوء الا ما رحم ربي۔

اعتزاء انتساب یعنی میری نیت اس تالیف سے
یہ ہے کہ مین سواد قوم اون کے طریقے اور حالات
لکھکر بڑھاؤن تاکہ اس حدیث کا مصداق
ہوجاؤن کہ جو شخص آثار قوم بڑھائے وہ اونھین
مین گنا جائے گا اور مین خدا سے اس تالیف
مین آیندہ بھی نیت آمیزش نفس سے خالی اور
صحیح رہنے کا امیدوار ہون کیونکہ نفس برائی
ہی سکھاتا ہے بجز اوس کے جس پر خدا
رحم کرے۔

قوله وكل ما فتح الله تعالى علي فيه منح من الله الكريم وعوارف واجل المنح عوارف المعارف

اقول عوارف جمع عارفہ بمعنے عطیہ معارف جمع
معرفت بمعنی شناخت و مراد از عوارف این جا نام
کتاب است یعنی وہمہ آنچہ کہ حق بر من کشاد درین

عوارف جمع عارفہ یعنی عطیہ اور معارف
جمع معرفت یعنی پہچان یہان عوارف سے
نام کتاب مراد ہے یعنی جو کچھ خدا نے مجھ پر اس

تالیف احسان است از وو اجل و اعظم بخشش عوارف المعارف است۔

تالیف مین ظاہر کیا وہ اوس کا احسان ہے اور سب سے بڑی بخشش عوارف المعارف ہے

قوله والكتاب يشتمل على نيف وستين بابا

اقول النيف الزيادة على العقدة مالم يبلغ العقدة كذا في صحف اللغة یعنی این کتاب شامل بر شصت وچند باب است

نیف وس پر زیادتی کو کہتے ہین جب تک دو دہائی کو نہ پہونچے جیسا کہ صحف اللغت مین ہے یعنی یہ کتاب ساٹھ اور چند بابون پر شامل ہے

قوله والله الموفق

اقول یعنی اللہ توفیق دہندہ است توفیق در لغت بمعنی دست دادن کسے را بکارے در اصطلاح متوجہ کردن اسباب بحصول مطلوب خیر واین تخصیص خیر از شر باعتبار عرف است نہ لغت وفہرست کتاب این است باب اول در منشأ علوم صوفیہ باب دوم در تخصیص صوفیہ بحسن استماع باب سوم دربیان فضیلت علم صوفیہ واشارت بقدرے ازان باب چہارم در شرح حال صوفیہ واختلاف طریقہ شان باب پنجم در ذکر ماہیت تصوف باب ششم در ذکر تسمیہ شان باین اسم عالی باب ہفتم در متصوف ومشابہ صوفی باب ہشتم در ذکر ملامتی وشرح حال او باب نہم در

یعنی اللہ ہی توفیق دینے والا ہے توفیق کے لغوی معنے ہاتھ بٹانے کے ہین اور اصطلاحی معنے اچھی بات کے حاصل کرنے کے لیے اسباب جمع کرنا اور شر سے خیر کی تخصیص عرفی ہے نہ لغوی۔ فہرست کتاب یہ ہے۔ پہلا باب منشأ علوم صوفیہ مین دوسرا باب تخصیص صوفیہ بحسن استماع تیسرا باب فضیلت علم صوفیہ کے متعلق چوتھا باب حال صوفیہ اور اون کے اختلاف طریقہ کی شرح مین پانچوان باب ماہیت تصوف کے ذکر مین چھٹا باب اونکے اس نام نامی سے موسوم ہونیکے بیان مین ساتوان باب متصوف ومشابہ صوفی کے بیان مین آٹھوان باب ملامتی اور اوسکے حال کی شرح مین نوان باب

ذکر آنانکه منسوب می کنند خود را بصوفیه و حالانکه
صوفی نیستند باب ۱۰ دہم در شرح رتبۂ مشیخت باب ۱۱
یازدہم در شرح حال خادم و شبیه بخادم باب
۱۲ دوازدہم در شرح خرقۂ مشایخ صوفیه باب ۱۳ سیزدہم در
فضیلت ساکنان رباط باب ۱۴ چہاردہم در مشابہت
اہل رباط به اہل صفه باب ۱۵ پانزدہم در خصایص
اہل رباط با عہد و پیمان باہمی باب ۱۶ شانزدہم در
اختلاف احوال مشایخ در سفر و حضر باب ۱۷ ہفتدہم در
این که مسافر بسوے چہ چیز محتاج است در فرایض
و فضایل باب ۱۸ ہیجدہم در قدوم یعنی باز آمدن از
سفر و داخل شدن در رباط باب ۱۹ نوزدہم در ذکر حال
صوفی متسبب باب ۲۰ بستم در شرح حال آن که متجرد
از فتوح باب ۲۱ بست و یکم در شرح حال متجرد و
متاہل از صوفیه و صحت مقاصد شان
باب ۲۲ بست و دوم در قبول سماع قبولاً و ایثاراً
باب ۲۳ بست و سوم در رد و انکار سماع باب
۲۴ بست و چہارم در سماع ترفعاً و استغناءً باب ۲۵ بست و
پنجم در سماع تادباً و اعتناءً باب ۲۶ بست و ششم در
خاصیت اربعینات که متعاہدہ صوفیه است

اون لوگون کے ذکر مین جو خود کو صوفی کہتے ہین حالانکہ
صوفی نہین ہین دسوان باب مرتبۂ مشیخت کی شرح
مین گیارھوان باب خادم و مشابہ بخادم کی شرح
مین بارھوان باب خرقۂ مشایخ صوفیہ کی شرح مین
تیرھوان باب ساکنان رباط کی فضیلت مین چودھوان
باب اہل صفہ سے اہل رباط کی مشابہت کے ذکر مین
پندرھوان باب بخصایص اہل رباط باہمی عہد و پیمان مین
سولھوان باب مشایخ کے حالات سفر و حضر مختلف ہونیکے
بیان مین سترھوان باب یہ کہ مسافر فرایض و فضائل مین
مین کن کن چیزون کا محتاج ہے۔ اٹھارھوان
باب سفر سے رباط مین واپس آنے کے بیان
مین انیسوان باب صوفی متسبب کے حال
مین بیسوان باب فتوح کھانے والے کے بیان
مین اکیسوان باب صوفی مجرد و متاہل اور انکی
صحت مقاصد کے بیان مین بائیسوان باب
قبول سماع مین تیئسوان باب رد و انکار سماع
مین چوبیسوان باب ترفع و استغنا از سماع مین
پچیسوان باب سماع مین بلحاظ ادب و اعتنا چھبیسوان
باب صوفیہ کے مقررہ چلون کی خاصیت مین

باب بست [۲۷] وہفتم در ذکر فتوح اربعین باب بست [۲۸] وہشتم در کیفیت دخول در اربعین باب بست [۲۹] ونہم در ذکر اخلاق صوفیہ وشرح خلق باب سی [۳۰] ام در ذکر تفاصیل اخلاق صوفیہ باب سی [۳۱] ویکم در ذکر ادب ومقام آن از تصوف باب سی [۳۲] ودوم در آداب حضرت الٰہیت برائے اہل قرب باب [۳۳] سی وسوم در آداب طہارۃ ومقدمات آن باب سی [۳۴] وچہارم در آداب حضور واسرار آن باب سی [۳۵] وپنجم در آداب اہل خصوص وصوفیہ باب [۳۶] سی وششم در فضیلت صلوٰۃ باب سی [۳۷] وہفتم در وصف صلوٰۃ اہل قرب باب سی [۳۸] وہشتم در ذکر آداب صلوٰۃ واسرار آن باب سی [۳۹] ونہم در فضل صوم وحسن اثر آن باب چہلم [۴۰] در احوال صوفیہ در صوم وافطار باب چہل [۴۱] ویکم در آداب صوم ومقاصد او باب چہل [۴۲] ودوم در ذکر طعام وانچہ در وے است از مصالح ومفاسد باب چہل [۴۳] وسوم در آداب خوردن باب [۴۴] چہل وچہارم در ذکر آداب صوفیہ در لباس و مقاصد شان در آن باب [۴۵] چہل وپنجم در فضل ذکر وقیام لیل وآداب نوم باب چہل [۴۶] وششم در ذکر

ستائیسوان باب چلہ کی فتوح مین اٹھائیسوان باب چلہ مین داخل ہونے کی کیفیت مین انتیسوان باب اخلاق صوفیہ اور شرح خلق مین تیسوان باب ذکر تفصیل اخلاق صوفیہ مین اکتیسوان باب ادب و مقام ادب صوفی کے ذکر مین بتیسوان باب آداب حضرت الٰہیت جو اہل قرب کے لیے ہین تینتیسوان باب آداب و مقدمات طہارت کے بیان مین چونتیسوان باب آداب و اسرار وضو مین پینتیسوان باب آداب اہل خصوص و صوفیہ مین چھتیسوان باب فضیلت نماز مین سینتیسوان باب وصف نماز اہل قرب مین اڑتیسوان باب ذکر آداب و اسرار نماز مین اونتالیسوان باب روزہ کی بزرگی اور اوس کے حسن اثر کے بیان مین چالیسوان باب صوفیہ کے حالات روزہ و افطار مین اکتالیسوان باب روزہ کے مقاصد و آداب مین بیالیسوان باب کھانے اور اوسکے مصالح و مفاسد کے بیان مین تینتالیسوان باب کھانے کے آداب مین چوالیسوان باب آداب و مقاصد لباس صوفیہ کے بیان مین پینتالیسوان باب شب بیداری کی فضیلت اور سونے کے آداب مین چھیالیسوان باب

قوله فهٰذهِ الأبوابُ حُرِّرَتْ بِعَوْنِ اللهِ تعالیٰ مُشْتَمِلَةً علیٰ بعضِ علومِ الصُّوفِيَّةِ وَأَحْوَالِهِمْ وَمَقَامَاتِهِمْ وَآدَابِهِمْ وَأَخْلَاقِهِمْ وَغَرَائِبِ مَوَاجِيدِهِمْ وَحَقَائِقِ مَعْرِفَتِهِمْ وَتَوْحِيدِهِمْ وَدَقِيقِ إِشَارَاتِهِمْ وَلَطِيفِ اصْطِلَاحَاتِهِمْ

اقول پس این بابها اندکه نوشتم به توفیق حق شامل بر بعض علوم واحوال صوفیه زیراکه علوم وکمالات صوفیه دریاے ناپیداکنار است عبور آن بجز ناخداے کشتی شکستگان حدوث وامکان دیگرے را میسّر نیست۔

تو یہ وہ باب ہین جن کو مین نے بتوفیق الٰہی بعض علوم واحوال ومقامات وآداب واخلاق ووجدانات حقایق ومعارف وتوحید واشارات دقیق اصطلاحات لطیف حضرات صوفیہ پر لکھا کیونکہ علوم وکمالات حضرات صوفیہ دریاے ناپیداکنار ہین جس سے عبور سوا مدد اُس ناخداے کشتی شکستگان حدوث وامکان کی میسر نہین

قوله فعلومهم كلها أنباءٌ عن وجدانٍ واعتزاءٌ على عرفانٍ

اقول الانباء الاخبار یعنی علوم صوفیه مخبر اند از وجدان نه برہان ونسبت کننده اند بعرفان مصدر بمعنی اسم فاعل است۔

انبا بمعنی اخبار یعنی علوم حضرات صوفیہ وجدان سے مخبر اور عرفان سے منسوب ہین نہ برہان سے مصدر اسم فاعل کے معنے مین ہے

قوله وذوقٍ تحقّق بصدق الحالِ ولم يَفِ باستيفاء كُنْهِهِ صريحُ المقالِ

یعنی وعلوم شان ذوق است وثابت شده بصدق حال ونه کفایت کرده است باستیفاء او گفتگوی صریح یعنی بعبارت صاف بیان آن تمام وکمال نمی شود ومراد از ذوق چیزیست که حاصل شود از ثمرات تجلی ونتایج وحال انچه فرود آید بر قلب

یعنی اون کے علوم ذوقی اور سچے ہین جنکے پورے طور پر بیان کرنے کو صریح گفتگو کافی نہین یعنی صاف عبارت مین اوس کا پورا بیان نہین ہوسکتا اور ذوق وہ ہے جو ثمرات تجلی ونتایج کشف سے حاصل ہو اور حال وہ ہے جو دل پر

از مسرت وانشراح وحزن وقبض وبسط وخوف
ورجاء وارادہ وطلب وشوق از کشف انوار و
ذوق اسرار ورنہ محض وسوسہ خیال است و
تحقیق اینق این از کتب باید طلبید مختصر مناسب
مقام آنکہ بعضے گفتہ اند کہ التجلی رفع حجب
البشریۃ لان ینور ذات الحق وتجلی سہ
قسم است یکے تجلی ذات وعلامتش اگر از بقائے
وجود سالک چیزے ماندہ باشد فنائے ذات و
تلاشی صفات است در سطوات انوار وآن را صعقہ
گویند چون حال موسی کہ او را بدین تجلی از خود بستدند
وفانی کردند فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ
دکا وخر موسی صعقا چون از حق سبحانہ
طلب رویت ومشاہدہ ذات کرد وہنوز بہ بقا
بعد الفنا نہ رسیدہ وبقایائے صفات وجودش
برقرار بود بدلالت ارنی بوقت تجلی نور ذات
طور نفس وجودش متلاشی وماندگک گشت وبقیہ
کہ طلب رویت ومشاہدہ بود برخاست و اگر
از بقایائے وجود فانی بکلی منخلع شدہ باشد
وحقیقتش بعد از فناء وجود ببقاء مطلق واصل گشتہ

بوجہ مسرت وانشراح وحزن وقبض وبسط وخوف ورجا
وارادہ وطلب وشوق کشف انوار وذوق اسرار نازل ہو
ورنہ محض وسوسہ خیال ہے جسکی پوری تحقیق کتابون
مین دیکھنا چاہیے مختصر مناسب مقام یہ ہے کہ بعض کہتے
ہین کہ تجلی رفع حجابات بشریت ہے تاکہ ذات حق روشن
ہوجاوے اور تجلی کی تین قسمین ہین ایک تجلی ذاتی
جس کی علامت یہ ہے کہ اگر کچھ بھی وجود سالک
باقی رہ گیا تو سطوات انوار مین فناے ذات و
تلاشی صفات ہے اور اس کو صعقہ کہتے ہین جس طرح
حضرت موسے علیہ السلام اس تجلی سے بیخود اور فانی
ہوگئے جب اونکے رب نے پہاڑ پر تجلی کی تو اوسے
ریزہ ریزہ کردیا اور موسے بیہوش ہوکر گرے چونکہ خدا
سے اونھون نے رویت ومشاہدہ ذات چاہا تھا
اور مرتبہ بقا بعد الفنا پر پہونچے نہ تھے اور بدلالت ارنی
بقایاے صفات وجود برقرار تھے نور ذات کی تجلی سے
طور نفس وجود ریزہ ریزہ ہوگیا جو کچھ مشاہدہ ورویت
کی طلب باقی تھی وہ جاتی رہی اور اگر وجود
فانی کچھ بھی باقی نہ رہا اور اوس کی حقیقت
فنا ہوکر وجود باقی سے مل گئی —

بنور ازلی ذات ازلی را مشاہدہ کند این خلعتے است
خاص کہ رسول اللہ صلعم را بخشیدند و شربتے است
خاص کہ او را چشانیدند و از صبابات این جام
خاص جرعۂ در کام جان متابعان او ریختند تا
فرمود صلعم کہ اُعبُدِ اللہَ کانّکَ تَراہُ و این معنی
اقتضاے تفضیل ولی بر نبی نمی کند چہ ولی این
مرتبہ بخود نیابد بلکہ بکمال متابعت رسول یابد
عبد اللہ ابن عمر ہستے در طواف بود کسے بر وے
سلام کرد جواب نداد بعد ازان باوے اظہار
شکایت کرد عبد اللہ گفت کنا نری اللہ فی
ذلک المکان قسم دوم تجلی صفات است
علامت آن اگر ذات قدیم بصفات جلال تجلی
کند از عظمت و قدرت و کبریا و جبروت خشوع و
خضوع بود اذا تجلے اللہ لشئ خضع لہ
و اگر بصفات جمال تجلی کند از رافت و رحمت و
لطف و کرامت انس و سرور بود و معنی این نہ آنست
کہ ذات ازلی تعالے و تقدس بہ تبدل و تحول
موصوف بود تا وقتے بصفت جلال و وقتے بصفت جمال
متجلی شود لیکن بمقتضاے مشیت و خلاف استعداد

تو نور ازلی سے ذات ازلی کا مشاہدہ کریگا اور یہ ایک خاص
خلعت ہے جو رسول اللہ صلعم کو عطا فرمایا گیا اور وہ
مخصوص شربت ہے جو اونھین کو پلایا گیا اور اوسی کے
چند گھونٹ اونکے تابعین کو پلائے گئے آنحضرت صلعم نے
فرمایا کہ خدا کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اوسکو دیکھتے ہو اور
اس سے ولی کی فضیلت نبی پر نہین پائی جاتی کیونکہ
ولی کو یہ مرتبہ خود نہین ملتا بلکہ آنحضرت صلعم کی کمال
متابعت سے ملتا ہے حضرت عبد اللہ بن عمر ایک
وقت طواف کعبہ کر رہے تھے کسی نے اونھین سلام
کیا اونھون نے جواب نہ دیا دوسری بار اوسکی شکایت کرنے پر
فرمایا کہ مین اللہ کو اس مکان مین دیکھ رہا تھا دوسری قسم تجلی
صفات ہے جسکی علامت یہ ہے کہ اگر ذات قدیم بصفات
جلال یعنی عظمت قدرت و کبریا و جبروت متجلی ہو تو خضوع
و خشوع ہوتا ہے اللہ جب کسی چیز پر تجلی کرتا ہے تو وہ اوسکے
لیے پست ہو جاتی ہے اور اگر بصفات جمال یعنی رافت و
رحمت و لطف و کرامت تجلی کرتا ہے تو انس و سرور ہوتا ہے
جسکے معنے یہ نہین ہین کہ ذات ازلی تبدل و تحول سے
موصوف ہو کر کبھی بہ جلال اور کبھی بجمال متجلی ہوتی
ہے بلکہ بہ مقتضاے مشیت و اختلاف استعداد

گاہے صفت جلال ظاہر بود وصفت جمال
باطن وگاہے برعکس قسم سوم تجلی افعال است وعلامت
آن قطع نظر از افعال خلق واسقاط اضافت خیر
وشر ونفع وضرر واستوا مدح وذم وقبول ورد خلق
بود چہ مشاہدہ مجرد فعل الٰہی سالک را از اضافت
احوال بخود معزول گرداند واول تجلی کہ بر سالک
آید در مقامات سلوک تجلی افعال بود آنگاہ تجلی
صفات وبعد ازان تجلی ذات زیراکہ افعال آثار
صفات اند وصفات مندرج ذات پس افعال
بخلق نزدیک تر از صفات بود وصفات نزدیکتر
از ذات وشہود تجلی افعال را محاضرہ خوانند و
شہود تجلی صفات را مکاشفہ وشہود تجلی ذات را
مشاہدہ ومشاہدہ حال ارواح است ومکاشفہ
حال اسرار ومحاضرہ حال قلوب وبعضے گفتہ اند

علامۃ تجلی الحق للاسرار هو ان لا یشهد
السر ما یتسلط علیه التعبیر و یحومه
الفهم فمن عبّر او فهم فحاضر استدلال

لا ناظر اجلال ومشاہدہ از کسے درست می آید
کہ بوجود مشہود قایم بود نہ بخود چہ حدثانے را طاقت

کبھی صفت جلال ظاہر ہوتی ہے اور صفت
جمال باطن اور کبھی برعکس تیسری قسم تجلی افعال
ہے جس کی علامت یہ ہے کہ افعال خلق سے قطع نظر
ہو اور اضافت خیر وشر ونفع وضرر ساقط ہو جائے اور
قبول ورد خلق کی پروا نہ رہے کیونکہ صرف فعل الٰہی کا
مشاہدہ سالک کو اپنی جانب حالات منسوب کرنے سے
معزول کر دیتا ہے سالک پر مقامات سلوک مین
پہلے تجلی افعالی ہوتی ہے پھر صفاتی پھر ذاتی کیونکہ
افعال آثار صفات اور صفات شامل ذات ہین تو
افعال صفات سے قریب اور صفات ذات مین شامل
ہین شہود تجلی افعالی کو محاضرہ اور شہود تجلی صفاتی
کو مکاشفہ اور شہود تجلی ذاتی کو مشاہدہ کہتے
ہین مشاہدہ ارواح کا اور مکاشفہ اسرار کا اور
محاضرہ قلوب کا حال ہے اور بعضون کے نزدیک

اسرار پر تجلی حق کی علامت یہ ہے کہ سر اوس کے
مشاہدہ کی تعبیر نہ کر سکے اور نہ سمجھ مین وہ آوے
تو جس نے تعبیر کی یا سمجھا وہ حاضر استدلال ہے

نہ ناظر اجلال اور مشاہدہ حقیقی وہ ہے جو بوجود
مشہود قایم ہو نہ بخود کیونکہ حادث کو طاقت

تجلی نور قدم نتواند بود تا شاہد در مشہود فانی نشود
و بدو باقی نہ گردد مشاہدہ او نتواند کرد آوردہ اند کہ
قومے از قبیلۂ مجنون بعد از مشاہدۂ آثار حرقت
فراق و شدت اشتیاق بر چہرۂ حال مجنون روزے
بشفاعت بسوے قبیلۂ لیلے رفتند و گفتند
چہ شود اگر لحظۂ دیدۂ مجنون بہ مشاہدۂ
جمال لیلے منور گردد قوم گفتند ازین قدر
خستے نیست ولیکن مجنون خود طاقت دیدار
لیلے ندارد آخر او را حاضر کردند و گوشۂ خرگاہ
لیلے بر داشتند نظرش بر عطف دامن لیلے
افتاد بیہوش گردید فی الجملہ ہرگاہ حق
بافعال خود متجلی شود افعال خلق دران
مستتر گردند و ہرگاہ بہ صفات متجلی بود صفات
و افعال خلق ہر دو مستتر گردند و ہرگاہ بذات متجلی
شود ذات و صفات و افعال خلق ہر سہ مستتر
گردند و حکیم مطلق از جہت عالم حکمت و توسیع
آثار رحمت بر خواص حضرت خود بقایاے صفات
نفوس کہ منشأ استتار اند باقی گذارد تا رحمتے بود ہم
در حق ایشان و ہم در حق دیگران اما در حق ایشان

تجلی نور قدیم کی تا وقتیکہ وہ مشہود مین فانی اور
اوسی سے باقی نہو دشوار ہے چنانچہ بیان کرتے ہین
کہ جب مجنون کے قبیلہ والون نے مجنون کی حرقت
فراق و شدت اشتیاق دیکھی تو ایک روز قبیلۂ لیلے
مین سفارش کرنے گئے جاکر کہا کہ اگر مجنون کچھ دیر
لیلے کی زیارت کرلے تو کیا حرج اونھون نے کہا کہ
کچھ حرج نہین مگر مجنون کو خود دیکھنے کی طاقت
نہین۔ آخر مجنون کو بلایا اور لیلے کے خیمے
کا کونہ اوٹھایا جب اوس کی نظر لیلے کے
دامن پر پڑی تو بے ہوش ہوگیا۔ غرض
حق کی تجلی افعالی مین خلق کے محض
افعال اور تجلی صفاتی مین افعال و
صفات دونون اور تجلی ذاتی مین
ذات وصفات وافعال تینون چھپ جاتے ہین
اور حکیم مطلق بسبب عالم حکمت و وسعت
آثار رحمت اپنے خاص لوگون پر اون کے
صفات (جو منشاے استتار ہین) باقی رہنے
دیتا ہے جو اون کے نیز دوسرون کے
لیے رحمت ہے اون کے حق مین تو اس لیے

تا بمصالح نفوس قیام نمایند و به بقاے آن درجات قرب حاصل کنند واما درحق دیگران تا در عین فنا در بحر جمع متلاشی و مستغرق نشوند و وجود ایشان سبب انتفاع دیگران بود و برخے از علماے صاحب دل بر آنند کہ استغفار آنحضرت طلب این ستر بود تا مستغرق عین شهود نگردد و بہ رابطہ وجود بشریت مردم ازو منتفع شوند و حق تعالے بہ جنسیت نفس رسول برامت منت نهاد آنجا کہ فرمود لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رءوف رحیم و مراد از حال پیش صوفیہ واردات غیبی اند از عالم علوی کہ گاه گاه بدل سالک از مقام اعلے با دنے فرود آمده فرامی برد برہان طریقت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرمود الحال نازلۃ تنزل بالقلب ولا تدوم و مراد از مقام مرتبہ ایست از مراتب سلوک کہ در تحت قدم سالک آید و محل استقامت او گردد و زوال نپذیرد و لیس حالے کہ نسبت بفوق دارد و در تحت تصرف سالک نیاید بلکہ وجود سالک

کہ اپنے ذاتی مصالح پر قائم رہکر اوس کے بقاسے درجات قرب حاصل کرین اور دوسرون کے حق مین اس لیے تاکہ وہ عین فنا مین بحر جمع مین مستغرق ہون اور اون کے وجود سے دوسرون کو فائدہ پہونچے بعض علماء صاحب دل کے نزدیک آنحضرت صلعم کا استغفار اسی لیے تھا تاکہ عین شهود مین مستغرق نہ ہوجائین اور بوجہ رابطۂ وجود بشری آپ سے لوگ فائدہ اوٹھائین اور خداوند تعالے نے بوجہ جنسیت ذات اقدس آنحضرت صلعم کے امت پر احسان کیا چنانچہ فرمایا[1] لقد جاءکم رسول الخ اور صوفیہ کے نزدیک حال سے مراد واردات غیبی عالم علوی ہین جو کبھی کبھی سالک کے دل پر نازل ہوکر اوسے اونے مقام سے اعلے مقام پر لیجاتے ہین برہان طریقت حضرت جنید بغدادی فرماتے ہین کہ حال وہ ہے جو قلب پر نازل ہو مگر ہمیشہ نہ رہے اور مراتب سلوک مین مقام سے وہ مرتبہ مراد ہے جو سالک کی زیر قدم آئے اور اوسکا محل استقامت ہو اور زائل نہو تو حال وہی ہے جو منسوب بفوق ہو اور سالک کے تصرف مین نہ آئے بلکہ وجود سالک

[1] البتہ آیا ہے تمھارے پاس رسول تمہین مین سے بھاری ہوتی ہے اوس پر جو تم تکلیف پاؤ تلاش رکھتا ہے تمھاری ایمان والون پر شفقت رکھتا اور مہربان ہے ۱۲

محل تصرف او بود و مقام که نسبت به تحت دارد
محل تصرف سالک بود و ازین جهت صوفیه گفته
اند الاحوال مواهب والمقامات مکاسب
با آن که هیچ مقام از مداخلت حالی خالی نباشد
و هیچ حال از مقارنت مقامی جدا نه و منشاء
اختلاف اقوال مشایخ قدس الله اسرارهم در
احوال و مقامات ازین جاست که یک چیز را بعضے
حال خوانند و بعضے مقام چه جمله مقامات در بدایات
احوال باشند و در نهایات مقام شوند چنانکه توبه
و محاسبه و مراقبه هر یک با بتدا حالے بود در صدد
تغیر و زوال و آنگاه بمقارنت کسب مقام گردد پس
جمله احوال محفوف بود به مکاسب و جمله مقامات
محفوف بود به مواهب و فرق آنست که در احوال
مواهب ظاهر بود و مکاسب باطن و در مقامات
مکاسب ظاهر بود و مواهب باطن و بعضے مشایخ
خراسان گفته اند که الاحوال مواریث الاعمال
وازین جاست قول حضرت علی بن ابی طالب
کرم الله وجهه سلونی عن طرق السموات فانی
اعرف به من طرق الارض یعنی طرق وصول

اوس کا محل تصرف ہو اور مقام وہ ہے جو منسوب
بہ تحت ہو اور سالک کا محل تصرف اسی لیے صوفیہ
کے نزدیک حالات مواہب اور مقامات مکاسب ہین
باوجودیکہ کوئی مقام کسی حال کی مداخلت سے خالی
نہین ہوتا اور نہ کوئی حال مقام سے علیحدہ اور احوال
مقامات مین مشایخ کے اختلاف اقوال کا منشا یہین
سے ہے کہ ایک چیز کو بعض حال کہتے ہین اور بعض
مقام کیونکہ کل مقامات ابتدائً حالات ہو کر انتہاءً
مقامات ہو جاتے ہین جیسے توبہ و مراقبہ و محاسبہ
کہ ہر ایک ابتدا مین حال قابل تغیر و زوال
ہوتا ہے پھر کسب واکتساب سے مقام ہو جاتا ہے
تو کل حالات مکاسب پر موقوف اور کل مقامات
مواہب مین مخفی ہوتے ہین فرق یہ ہے کہ حالات
مین مواہب ظاہر اور مکاسب باطن اور مقامات
مین مکاسب ظاہر اور مواہب باطن ہوتے ہین
اور بعض مشایخ خراسان کہتے ہین کہ حالات مورث
اعمال ہین اور اسی لیے حضرت علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کا یہ
ارشاد ہے کہ آسمانون کے راستے مجھسے پوچھو کیونکہ مین زمین کے راستون سے
زیادہ انکو جانتا ہون یعنی حالات پر پہونچنے کے طریقے

باحوال کہ بجہت فوقیت نسبت بہ سموات دارند
از من بپرسید کہ من می شناسم آن را بطرقے کہ از
جہت تحتیت نسبت بزمین دارند و آن مقامات
اند از توبہ و زہد و صبر و غیر آن کہ وسایط استنزال
احوال اند و بعضے مشایخ بر آنند کہ حال آن ست کہ
ثبات و استقرار نیابد بلکہ چون برق پدید آید و زائل
گردد و اگر باقی و ثابت ماند حدیث النفس بود و بعضے
بر آنند کہ تا ثابت و باقی نشود آن احوال نخوانند چہ
حلول اقتضاے ثبوت کند و چیزے کہ چون برق
لامع گردد و فی الحال منطفی شود اسم حال برو راست
نیاید و این مذہب اختیار حضرت شیخ صاحب العوارف
است کہ فرمود بقاے حال مایہ حدیث النفس نشود
مگر حالے ضعیف کہ نفس قوی آن را در وقت لمعان
سلب کند و اما احوال قویہ ہرگز ممترج بنفس نشوند
چنانکہ روغن بہ آب و ہر وارد ے کہ چون برق
لامع گردد و در حال منطفی شود آن را بہ اصطلاح متصوفہ
لائح و لامع و طالع و طارق خوانند ظہور آن مستعقب
خفا بود و کشف مستلزم استتار چنانکہ ابوعثمان حیری
گفتہ منذ اربعین سنۃ ما اقامنی اللہ

جو بسبب فوقیت سموات سے نسبت رکھتے ہین مجھسے پوچھو
کہ مین اونکو جانتا ہون بہ نسبت اُن طریقون کے جو
بوجہ تحتیت زمین سے نسبت رکھتے ہین اور وہ مقامات
توبہ و زہد و صبر وغیرہ ہین جو حالات وارد ہونیکا ذریعہ
ہین اور بعض مشایخ کے نزدیک حال وہ ہے جو قائم
نہو بلکہ بجلی کی طرح ظاہر ہو کر زائل ہو جائے اور اگر باقی
رہے تو وہ حدیث نفس ہے اور بعض کے نزدیک
تاوقتیکہ قائم نہو اوسے حال نہ کہین گے کیونکہ حلول
مقتضی ثبوت ہے اور جو چیز بجلی کی طرح چمک جائے
اوسے حال کہنا ٹھیک نہین اور یہی حضرت شیخ
صاحب عوارف کا مذہب ہے فرماتے ہین کہ بقاے
حال مایہ حدیث نفس نہین ہوتا البتہ حال ضعیف
جسے نفس قوی چمک کے وقت سلب کرتا ہے لیکن
قوی حالات ہرگز نفس سے نہین ملتے جس طرح
تیل پانی مین اور جو وارد بجلی کی طرح چمک جائے اُسکو
اصطلاح صوفیہ مین لائح و لامع و طالع و طارق کہتے
ہین جسکے ظہور و کشف کے ساتھہ ہی خفا و استتار ہوتا ہے
چنانچہ حضرت ابوعثمان حیری نے فرمایا کہ چالیس
سال سے جس حال مین مجھے اللہ نے رکھا

فی حال فکرھتہ واین اشارت است بدوام
رضا و شک نیست کہ رضا از جملہ احوال است پس
دوام حال مستلزم حدیث نفس نبود و ہمچنین اختلاف
کردہ اند دران کہ سالک را تصحیح مقامیکہ قدمگاہ
اوست پیش از ترقی بمقام فوق آن ممکن بود
یا نہ حضرت جنید رح گفتہ است کہ ممکن است کہ بندہ
از حالے بحالے ارفع ازان ترقی کند پیش از انکہ حال
اول تمام شود بلکہ ہنوز بقیۂ ازان بوے ماندہ بود
و چون بحالے فوق آن ترقی کند از انجا بر حال اول
اطلاع یابد و آن را تصحیح کند و خواجہ عبد اللہ
انصاری رح گفتہ کہ تصحیح ہیچ مقامے ممکن نبود
الا بعد از ترقی بمقامے فوق آن تا سالک از مقام
اعلے بمقام ادنے نگردد و آن را تصحیح کند و حضرت
شیخ شہاب الدین سہروردی رح بران ست کہ ہیچ
سالک را پیش از تصحیح مقام کہ قدمگاہ اوست
ترقی بمقام فوق آن میسر نشود و لیکن قبل ترقی
از مقام اعلے حالے برو نازل شود کہ بواسطہ
نزول آن مقام بروے مستقیم گردد و یا ترقی او
از مقامے بمقامے بتصرف حق و موہبت الٰہی

مین نے اوسے برا نہ جانا اور اس سے دوام رضا
کی طرف اشارہ ہے اور اسمین شک نہین کہ رضا بھی
منجملہ حالات ہے تو دوام حال مستلزم حدیث نفس نہین
اور اسی طرح اس مین بھی اختلاف ہے کہ سالک کو اوس
مقام کی تصحیح جو اوسکا قدمگاہ ہے اوس سے اعلے
مقام پر ترقی سے قبل ممکن ہے یا نہین حضرت جنید رح
کے نزدیک تو ممکن ہے کہ بندہ ایک حال سے دوسرے
حال پر جو اوس سے اعلے ہے پہلے حال کے تمام ہونے
بلکہ ہنوز کچھ باقی رہجانیکے قبل ترقی کرے اور جب اوس
حال سے ترقی کرتا ہے تب پہلے حال کی اطلاع پاتا
اور اوس کی تصحیح کرتا ہے اور حضرت خواجہ عبد اللہ انصاری
فرماتے ہین کہ کسی مقام کی تصحیح بلا اوس سے اعلے مقام
پر ترقی کیے ممکن نہین جبتک سالک اعلے سے اپنے
مقام کی طرف واپس نہوگا تصحیح نہ کریگا اور حضرت شیخ
شہاب الدین سہروردی رح فرماتے ہین کہ کسی سالک کو اوس
مقام کی تصحیح سے پہلے جو اوسکا قدمگاہ ہے اعلے مقام
پر ترقی میسر نہین ہوتی مگر ترقی سے پہلے اعلے مقام سے ایک
حال اوسپر نازل ہوتا ہے جسکی وجہ سے وہ اوس مقام پر قائم ہوجاتا
یا ایک مقام سے دوسرے مقام پر اوسکی ترقی بتصرف حق و موہبت الٰہی

بود نہ بکسب خود تا ترقی از ادنے بہ اعلے نزدیک
نشود از اعلے بادنے حالے نازل نگردد و حمل
تقرب بندہ بخدا و تقرب خدا بہ بندہ در حدیث
من تقرب الی شبرًا تقربت الیہ ذراعًا بر
مقامات و احوال کردن مطابق است پس تقرب
بندہ بہ کسب و سلوک در مقام خود متجلب جذبۂ الٰہی
در صورت نزول حال ـ مولانا محمد امین نقشبندی در
رسالہ می نگارد باید دانست کہ دیدن مقام دیگر است
و رسیدن بہ آن دیگر و تمکن و تحقق دران دیگر دیدن
تعلق بہ علم دارد و رسیدن بہ عمل و تمکن و تحقق بحال
مثلا اول مقامات توبہ است پس دیدن این مقام
بمعنی دانستن است یعنی حقیقت توبہ چیست چون
حقیقت آن را دانست گویا آن را دید و رسیدن
آن مقام بمعنی عمل کردن است و مقتضاے آنچہ
لازمۂ این مقام است بہ عمل و تکلف و تمکن و تحقق
درین مقام باین معنی است کہ آنچہ مقتضاے
آن مقام است بے عمل و بے تکلف از سر حال
و از روی ذوق از ان بوقوع آید و قس علی ہذا

سے ہو نہ اپنے کسب سے اور جب تک ادنے سے اعلے
پر ترقی قریب نہیں ہوتی تب تک اعلے سے ادنے پر
کوئی حال نازل نہین ہوتا اور حمل تقرب بندہ بخدا
و تقرب خدا بہ بندہ حدیث من تقرب الخ مین
مقامات و احوال پر کرنا درست ہے کیونکہ بندہ کا
اپنے مقام پر کسب و سلوک سے تقرب حال نازل ہونے
کی صورت مین جاذبۂ الٰہی کا متجلب ہے ـ مولانا
محمد امین نقشبندی رسالہ مین لکھتے ہین کہ دیکھنا اور
مقام ہے اور اوس پر پہونچنا اور مقام اور اوسمین ٹھہرنا
اور مقام ہے دیکھنا علم سے متعلق ہے اور پہونچنا
عمل سے اور ٹھہرنا حال سے مثلاً پہلا مقام توبہ ہے
تو اوس مقام کا دیکھنا اوس کا جاننا ہے یعنی یہ کہ
توبہ کی حقیقت کیا ہے جب اُس کی حقیقت
جان گیا تو گویا اوس مقام کو دیکھا اور اوس
مقام پر پہونچنا اوس کے لوازم و مقتضیات پر
عمل کرنا ہے اور ٹھہرنا یہ ہے کہ اوس کے
مقتضیات بلا عمل و تکلف ذوقاً و حالاً
اوس سے واقع ہون اور اسی پر ــــ

لہ جو شخص میری طرف بالشت بھر قریب ہوا مین اوس کی طرف گز بھر قریب ہوتا ہون ۱۲

مقام الزهد والتوکل والصبر والشکر
والرضا وغیرها چون کسے نیک تامل می کند
می یابد در هر مقامے از مقامات حال کہ مذکور
اند در مقام تو به پس مقام عبودیت کہ اعلیٰ و
ارفع مقامات است دران مقام نیز این سہ
حالت است دیدن و رسیدن و متمکن و متحقق شدن
دیدن مقام یعنی دانستن آن مقام است و متمکن
و متحقق شدن یعنی آنکہ صدور حسنات و خیرات و
مبرات حق او را حال شود و مقتضاے این مقام
عبودیت است هر کہ باین مقام می رسد و متمکن و
متحقق می شود در هر حال تفتیش احوال لازم او گردد
یعنی همواره نفس خود را متهم داشتہ جست وجوے
عبودیت نفس خود می کند هر چند بہ عجائب لطف
و کرم حق سبحانہ از عیوب پاک شده باشد اما خود را
خالی از عیب و تقصیر نمی داند و اعتراف بہ تقصیرات
و ذنوب شوده خود ساختہ از شر نفس و شیطان
پناه بہ خداے تعالے می جوید کما دل الحدیث
الاٰتی عن ابی هریرة قال قال ابو بکر
یا رسول اللہ امرنی بشیء اقوله اذا اصبحت

زہد و توکل و صبر و رضا و شکر وغیرہ کو قیاس کرنا
چاہیے اور غور کرنے سے ان مقامات میں سے
ہر مقام میں یہ تینوں حال پائے جاتے ہیں تو مقام
عبودیت جو تمام مقامات سے اعلے ہے اوس میں
بھی یہی تینوں حالتیں ہیں دیکھنا اور پہونچنا
اور ٹھہرنا مقام دیکھنا یعنی اوس کا جاننا اور
اوس میں قائم ہونا یعنی صدور حسنات و خیرات
و مبرات حق اوس کا حال ہو جاے اور اس کا
مقتضا عبودیت ہے جو کوئی اس پر پہونچتا اور
قائم ہوتا ہے تو ہر وقت کی تفتیش حال اوس پر
لازم ہو جاتی ہے یعنی ہمیشہ وہ اپنے نفس کو متہم
رکھکر اوس کی عبودیت کی جستجو کیا کرتا ہے اگرچہ
بعنایت الٰہی تمام عیوب سے پاک بھی ہو جاے
تو بھی خود کو قصوروار و خاطی پاتا ہے اور خدا سے
ہر وقت نفس و شیطان کے شر سے پناہ مانگتا
رہتا ہے جس پر حضرت ابوہریرہ کی یہ
حدیث دلالت کرتی ہے اونھون نے فرمایا کہ
حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے
کوئی ایسی چیز بتایئے جسے میں صبح و شام

امسیت قال قل اللھم یا عالم الغیب والشہادۃ
فاطر السموات والارض رب کل شئ اشھد
ان لا الہ الا انت اعوذ بک من شر نفسی ومن
شر الشیطان وقلہا اذا اصبحت واذا امسیت
واذا اخذت مضجعک رواہ الترمذی وابن
ماجۃ وابوداؤد والدارمی ونیز باید دانست کہ
خضوع وخشوع وانکسار وادب وحرمت وخشیت لازم
وقت صاحب این مقام می گردد قال اللہ تعالے
انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء وقال صلی اللہ
علیہ وسلم انا اعلمکم باللہ واخشٰکم لہ و
قیل لشبلی ولی من اولیاء الکبار ما التصوف
قال التصوف کلہ ادب پس ہرکہ تامل در آیات
واقوال مشائخ می کند میداند کہ مقتضائے عبودیت
چیست اگر کسے گمان برد کہ بمقام ہم عبودیت
رسیدہ ام باید دید کہ مقتضیات این مقام ولوازم
شرائط آن اگر ازو ادا شوند باید دانست کہ تمکن و
تحقق دارد ورنہ نہ وامارسیدن وتمکن وتحقق شدن
از آثار وعلامات است چون آثار وعلامات یافتہ شوند

پڑھا کرو ان آپ نے فرمایا کہ اللھم[1] یا
عالم الغیب والشہادۃ الخ صبح وشام
اور سوتے وقت پڑھا کرو اسے ترمذی وابن ماجہ
وابوداؤد ودارمی نے روایت کیا اور خشوع و
خضوع وانکسار وادب وحرمت وخوف اوس
مقام والے کے لازم حال ہو جاتے ہین۔ اللہ
تعالے فرماتا ہے کہ اللہ سے اوس کے عالم
بندے ہی ڈرتے ہین۔ یا۔ رسول اللہ صلعم نے
فرمایا کہ مین تم سب سے زیادہ اللہ کو جانتا اور اوس
سے ڈرتا ہون ایک بزرگ سے پوچھا گیا کہ
تصوف کیا ہے فرمایا کہ تصوف بالکل ادب ہے
تو جو کوئی آیات واقوال مشائخ مین غور کرتا ہے
وہ جانتا ہے کہ مقام عبودیت کا مقتضا کیا ہے
اگر کسی کو یہ خیال پیدا ہو کہ مین مقام عبودیت
پر پہونچ گیا تو دیکھنا چاہیے کہ مقتضیات عبودیت
اوس سے ادا ہوتے ہین یا نہین اگر ادا ہوتے ہون
تو سمجھنا چاہیے کہ وہ اوس پر متمکن ہے ورنہ نہین کیونکہ
پہونچنا اور ٹھہرنا اوسکے آثار وعلامات مین جب وہ پائی جائینگے

[1] اے اللہ اے غیب وشہادت کے جاننے والے زمین وآسمان کے پیدا کرنیوالے پروردگار ہر چیز کے گواہی دیتا ہون مین
اس بات کی کہ نہین کوئی معبود ہے مگر اللہ پناہ مانگتا ہون مین اپنے نفس کی برائی اور شیطان کی برائی سے

پس تمکن وتحقق معلوم پس طالب صادق رابایدکہ بآبیدن ہر مقام خرسند و دربند نشود بلکہ بحصول آن مقام شکر ایزدی بجا آورد و سعی نماید کہ بآن مقام رسد و رسیدن را غنیمت شمرد ولیکن مقتضائے علوہمت آن است کہ بآن نیز اکتفا نکند بلکہ سعی نماید کہ دران متمکن ومتحقق گردد و یہ مضمون آیۂ کریمہ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی وَاَنَّ سَعْیَہٗ سَوْفَ یُرٰی ثُمَّ یُجْزٰہُ الْجَزَاءَ الْاَوْفٰی وَاَنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَھٰی مشرف وبہرہ مند شود اللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی۔

تو تمکن بھی نہ پایا جائیگا لہذا طالب صادق کو سیر مقامات پر مطمئن وخوش نہ ہونا چاہیے بلکہ اوس کے حصول پر خدا کا شکر اور اس کی کوشش کرنا چاہیے کہ اوس مقام پر پہونچ جاے اور پہونچنے کو غنیمت سمجھے مگر مقتضائے علوہمت تو یہ ہے کہ اوس پر بھی اکتفا نہ کرے بلکہ اوسمین ٹھہرنے کی کوشش کرے اور یہ مضمون آئیہ کریمہ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی وَاَنَّ سَعْیَہٗ سَوْفَ یُرٰی۔ الخ۔ مشرف ہو۔ یا اللہ ہمکو اپنے پسندیدہ امور کی توفیق دے

قولہ لِاَنَّھَا مَوَاھِبُ رَبَّانِیَّۃٌ وَمَنَایِحُ حَقَّانِیَّۃٌ

اقول مواہب جمع موہبت بمعنی بخشش ومنایح جمع منحہ بمعنی عنایت یعنی علوم قوم بخششہاے ربانیہ اند وعنایتہاے حقانیہ کہ بفکر وکسب حاصل نمی گردد الحق ع این کار دولت است کنون تا کرا دہند۔

مواہب جمع موہبت بمعنی بخشش ومنایح جمع منحہ بمعنی عنایت یعنی علوم قوم خدا کی بخششین اور عنایتین ہین جو فکر اور کسب سے حاصل نہین ہوتین۔ بے شک یہ بڑی دولت ہے جس کو چاہین دین۔

قولہ اِسْتَنَارَ لَھَا صَفَاءُ السَّرَائِرِ وَخُلُوْصُ الضَّمَائِرِ

اقول فرودمی آرد آن علوم را صفا سراز کدورت

یعنی سر کا التفات بغیر کی کدورت سے صاف ہونا

لہ نہین ہے انسان کے لیے مگر جو کچھ کہ وہ کوشش کرے اور بے شک عنقریب وہ اپنی کوشش دیکھیگا پھر اوسکو بدلا دیا جائیگا پورا بدلہ اور البتہ طرف پروردگار کے پورا ہونا ہے۔ ۱۲

فارسی	اردو
التفات بالغیر وبہ خلوص دل از ذمائم و رذائل	اور دل کا بری باتون اور کمینہ حرکتون سے پاک
وبدان کہ در بعضے حواشی عوارف است کہ اعلم	ہونا ان علوم کو اوتارلاتا ہے۔ بعض حواشی
ان المرائی کالمرائی وھی اذا صقلت ووضعت	عوارف مین ہے کہ سرائر آئینون کی طرح ہین
فی مقابلۃ بنور الشمس استنارت لتلألؤ	کہ جب وہ جلا کرکے آفتاب کے سامنے لائے
المرائی انعکاس نور الشمس الی عائلہ وین	جاتے ہین تو اون مین عکس نور آفتاب آجاتا ہے
جملہ صفت ماقبل خواست اے نزول مواہب	اور یہ جملہ اپنے ماقبل کی صفت ہے یعنی نزول
مخصوص است بصفائے قلب۔	مواہب صفائے قلب سے مخصوص ہے۔

قولہ فاستعفت بکنہھا عن الاشارۃ وطفحت علی العبارۃ

فارسی	اردو
اقول الاستعفاء سرکشی کردن والطفح پر کردن۔	استعفاء سرکشی کرنا اور طفح بھرنا یعنی مواہب اشارہ
یعنی مشکل گردیدند مواہب از اخبار اشارۃ بذاتہا	سے مشکل اور احاطہ عبارت سے بلند ہین خلاصہ
وبلند اند از احاطہ عبارت خلاصہ این کہ بہ علو مرتبت	کہ اپنے علو مرتبت کی وجہ سے عبارت سے معرا
خویش از عبارت معرا اند واز اشارت مبرا۔	اور اشارہ سے مبرا ہین۔

قولہ وتہادتہا الارواح بدلالۃ التشام والایتلاف وکرعت حقائقہا من بحر الالطاف

فارسی	اردو
اقول تہادت مشتق از تہادی بمعنی تحفہ دادن	تہادت تہادی سے مشتق جس کے معنے تحفہ دینے
چنانچہ در حدیث آمدہ تہادوا الخ در بعضی حواشی	کے ہین چنانچہ حدیث مین ہے کہ آپس مین تحفہ
عوارف است بدان کہ تہادی فرستادن تحفہ	دو تاکہ محبت بڑھے بعض حواشی عوارف مین ہے
از جانبین وتشام بمعنی بوئیدن ودر اصطلاح صوفیہ	کہ تہادی جانبین سے تحفہ بھیجنا اور تشام بمعنی سونگھنا
مراد است از کشادن قلب طالب انفاس فطرۃ	اور یہ اصطلاح صوفیہ قلب طالب کا کھولنا انفاس
را از صفائے باطن وکرع نوشیدن از رو کذا فی المنتخب	فطرۃ کو صفائے باطن سے اور کرع مونھ سے پینا منتخب

معنی این که وہبیہ گرفتند آن مواہب را ارواح
درمیان خود با بدولت کشود الفت زیرا که ارواح جنود
مجندہ اند آنچہ مقبول خاطر باشند بپذیرند و آنچہ منکر
بود نگیرند پس ایتلاف شان فیما بین تشارم روحی
ونفس قدسی است پس مواہب اصفیا و مناہج اولیا
مقربین از ہدایاے ارواح است فیما بین تشارم
روحی ونفس حقانی کہ تعلق ندارد بکسب وفکر قد علم
کل اناس مشربھم بیان انیست نوشیدند آن
ارواح از دریاے عنایت ربانی وانوار سبحانی نہ از
حس نفس وتصور عقل لانہ طور وراء طور العقل
وبعد ازین می فرماید

معنی یہ ہوے کہ ارواح اون مواہب کو باہمی تحفتہ
بدولت کشود الفت لیتے ہین کیونکہ ارواح جنود مجندہ
ہین جو پسند خاطر ہوتا ہے لیتے ہین اور جو ناپسند
ہوتا ہے نہین لیتے تو اون کی باہمی الفت تشارم
روحی ونفس قدسی سے ہے تو مواہب اصفیا و
مناہج اولیاء مقربین باہمی ہدیہ روحانی بہ تشارم روحی
ونفس رحمانی ہے جو کسب وفکر سے متعلق نہین
قد علم کل اناس مشربھم[1] اسی کا بیان ہے اور اون
ارواح نے دریاے عنایت ربانی وانوار سبحانی
سے نوش کیا نہ حس نفس وتصور عقل سے کیونکہ
یہ ایک طور وراے طور عقل ہے پھر فرماتے ہین

قوله وَقَدِ انْدَرَسَ كَثِيْرٌ مِنْ دَقَائِقِ عُلُوْمِهِمْ كَمَا انْطَمَسَ كَثِيْرٌ مِنْ حَقَائِقِ رُسُوْمِهِمْ

اقول اندراس کہنہ شدن انطماس محو شدن یعنی محو
گشت امروز بسیارے از باریکیہاے علوم شان
چنانکہ کہنہ شدند وبمنزلہ نابود رسیدند بسیارے از
حقایق رسوم شان زیرا کہ ظاہر عنوان باطن است
ودر ظاہر از آداب حقایق شان ہیچ باقی نیست
وتائید آورد بقول سلف وگفت ۔

اندراس پرانا پڑ جانا انطماس مٹ جانا یعنی آج تون
اونکے علوم کی بہت سی باریکیان مٹ گئین جسطرح
بہت سے حقایق رسوم کہنہ ونابید ہو گئے کیونکہ
ظاہر عنوان باطن ہے اور بظاہر اون کے آداب
حقایق کچھ بھی باقی نہین اور قول سلف سے
تائید لاکر فرمایا ۔

قوله وَقَدْ قَالَ الْجُنَيْدُ عِلْمُنَا هٰذَا قَدْ طُوِيَ بِسَاطُهٗ مُنْذُ كَذَا سَنَةً وَنَحْنُ نَتَكَلَّمُ مِنْ حَوَاشِيْهِ

[1] بیشک جان لیا ہر شخص نے اپنے مشرب کو۔

وهذا القول منه في وقته مع قرب العهد بعلماء السلف وصالحي التابعين فكيف هنا ذلك مع بعد العهد وقلة العلماء الزاهدين والعارفين بحقائق علوم الدين

پس تاسف میکند شیخ و میفرماید که قول جنید بغدادی
در وقت اوست با قرب زمان تابعین و این منقوض
نیست بقوله یقول الجاهل الخ زیراکه آن قول
بطریق انکار بود از علما روقت و حرمان محض از حظوظ
نعمت وقت پس قول او و ما فقدوا بطریق ردّ
است و این بطریق تاسف و شک نیست که هر قدر
که جمال دین و کمال یقین در عهد نبوی و سلف صالح
بود بعد او شان نماند پس تاسف کرد و این جایز است
و انکار جایز نه چه او محروم میگرداند جهال را از نعمتهای
صوفیه و بی شک علما امت قائم بحق اند پس
انکار نیست مگر حرمان محض والحذر منه و چون
فارغ شد از مقدمات تالیف متوجه شد بسوی حق و گفت

یعنی حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ تاسف کرکے فرماتے ہین
کہ حضرت جنید بغدادی کا یہ مقولہ اپنے زمانے مین تھا
کہ جب زمانہ حضرات تابعین قریب تھا اور یہ اونکے
ارشاد یقول الجاہل کے خلاف نہین کیونکہ وہ ارشاد
بطریق انکار علما روقت سے اور حظوظ نعمت سے حرمان
محض کے تھا تو حضرت مصنف کا یہ قول کہ ما فقدوا تردید
ہے اور یہ تاسف اور اسمین شک نہین کہ جسقدر جمال دین و
کمال یقین زمانہ نبوی صلعم و سلف صالح مین تھا وہ بھی
نہین رہا لہذا تاسف جائز ہے انکار جائز نہین کیونکہ وہ جاہلو
کو نعمت صوفیہ سے محروم کردیتا ہی اور علما امت قائم بحق کا
انکار بجز بدنصیبی کے اور کچھ نہین جس سے بچنا چاہیے پھر
بعد تالیف مقدمات خدا کی طرف متوجہ ہوکر فرماتے ہین

قوله والله المأمول أن يقابل جهد المقل بحسن القبول

اقول مامول مشتق از امل یعنی امید و مقل بضم میم فتح اندک
و قبول بفتح اول پذیرفتن و برین وزن مصدر شاذ است
و بضمتین بیشتر مدان کذا فی الصراح یعنی امیدوار از حق که
کوشش قلیل مرا جود و کرم او قبول کند با حسن قبول

مامول امل سے مشتق ہی جسکے معنے امید کے ہین اور مقل بضم
فتح میم اندک اور قبول بفتح اول قبول کرنا اور اس وزن پر مصدر
شاذ ہے اور بضمتین بیشتر آتا ہے صراح یعنی مین خدا سے اسکا امیدوار
ہون کہ اوسکا جود و کرم میری اس قلیل کوشش کو بحسن قبول

خویش فانہ علیٰ ذالک قدیر۔

خاتمہ بعد ازین قدرے از حال مصنف ہم
توان دانست امام یافعی در القاب وے چنین نوشتہ
اوستاد زمانہ فرید اوانہ مطلع الانوار منبع الاسرار
دلیل الطریقۃ ترجمان الحقیقۃ استاذ شیوخ الاکابر
الجامع بین علمی الباطن والظاہر قدوۃ العارفین
وعمدۃ السالکین العالم الربانی شہاب الدین ابو
حفص عمر بن محمد البکری السہروردی قدس اللہ
تعالیٰ سرہٗ کنیت ایشان ابوحفص ولقب شیخ الشیوخ ست
نسب شریفش بہ حضرت صدیق اکبر منتہی میگردد ولادت
باسعادت وے درماہ رجب سنہ ۵۳۹ پانصد وسی ونہ
ہجری شد قطب زمان وغوث اوان وعالم عامل وفاضل
کامل بودند ومذہب شافعی میداشتند ودر بغداد مشہور ترین
متاخرین بودند انتساب وے در طریقت بہ ابوالنجیب
سہروردی عم خود است وبصحبت حضرت غوث الاعظم
سیدی محی الدین عبدالقادر جیلانی مشرف گشتہ فوائد
عظیم حاصل نمود آنحضرت رضی اللہ عنہ درحق وے فرمود
یا عمر انت آخر المشہورین بالعراق وخود میفرمود کہ در شباب
بعلم کلام مشغول بودم وکتابے چند ازان یادگرفتم عم من

قبول کرے کیونکہ وہ اسپر قادر ہے۔

خاتمہ مختصر حال حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ مین
امام عفیف الدین اسعد یافعی یمنی مکی نے آپکے القاب
یون لکھے ہین اوستاد زمان فرید دوران مطلع انوار
منبع اسرار دلیل طریقت ترجمان حقیقت استاد شیوخ اکابر
جامع علم باطن وظاہر قدوۃ العارفین عمدۃ السالکین
عالم ربانی شہاب الدین ابوحفص عمر بن محمد بکری سہروردی
قدس اللہ تعالیٰ سرہ آپکی کنیت ابوحفص اور لقب
شیخ الشیوخ ہے آپکا نسب شریف حضرت صدیق
اکبر رضی اللہ عنہم پر ختم ہوتا ہے ولادت باسعادت
آپ کی ماہ رجب سنہ ۵۳۹ پانسو انتالیس ہجری مین
ہوئی قطب زمان غوث آوان عالم عامل فاضل کامل
شافعی مذہب اور بغداد مین مشہور ترین متاخرین
تھے آپ کو اپنے چچا حضرت شیخ ابوالنجیب سہروردی
سے طریقت مین انتساب تھا اور حضرت غوث الاعظم
سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی رض کی صحبت بابرکت سے
بھی مشرف ہوکر فیضیاب ہوئے تھے حضرت غوث الاعظم نے آپسے فرمایا کہ
ای عمر تم آخر مشہورین عراق ہو آپ فرماتے تھے کہ مین جوانی مین علم کلام
مین مشغول تھا اور اسکی اکثر کتابین بھی مجھکو یاد تھین میرے چچا

مرا منع میکرد روزے ہمراہ او بزیارت حضرت شیخ عبد القادر
جیلانی رفتم مرا فرمود حاضر باش کہ پیش مردے میروم
کہ دل وے از خدائے تعالے خبر میدہد و منتظر باش
برکات دیدار وے را چون نشستم عم من عرض کرد
کہ یا سیدی این برادر زادہ من بعلم کلام مشغول است
ہر چند منع می کنم باز نمی آید حضرت فرمودائے عمر
کدام کتب حفظ کردہ نام کتب عرض کردم او دست
خود بر سینہ من نہاد واللہ کہ یک لفظ ازان یاد نماند واز
علم لدنی مملو گشت انچہ یافتم ببرکت او یافتم ویرا تصانیف
است چون عوارف ورشف النصایح واعلام الہدے
فی عقیدۃ ارباب التقی وغیرہا وعوارف کتابیست لاجواب
این جامعیت کتابے از متاخرین ننوشتہ در مجمع السلوک
مولفہ حضرت شیخ سعد خیرابادی تعریف این کتاب و
آمدنش در ہندوستان بالتفصیل مرقوم است باید دید
عوارف در مکہ معظمہ تصنیف کردہ ہرگاہ بر وامرے مشکل
شدے طواف خانہ کردے وطلب توفیق از حق نمودے
حضرات مقتدایان دین مثل حضرت شیخ نظام الدین
اولیا محبوب الٰہی دہلوی وحضرت شیخ قطب الدین دمشقی
صاحب رسالہ مکیہ وحضرت مخدوم شاہ مینا لکھنوی

اُس سے مجھکو منع فرمایا کرتے تھے ایک روز وہ حضرت شیخ
عبد القادر جیلانی رضؓ کی زیارت کو چلے مین بھی اُنکے ساتھ تھا
مجھ سے فرمایا کہ خبردار رہیو مین ایسے شخص کے حضور مین
جارہاہون جسکے دل کو خدا خبرین دیا کرتا ہے اور اوسکے
برکات زیارت کے منتظر رہنا جب ہم حاضر ہوئے تو میرے چچا نے
عرض کیا کہ یا حضرت یہ میرا بھتیجا علم کلام کا بڑا شایق ہے ہر چند
منع کرتا ہون نہین مانتا ہے حضرت نے مجھسے فرمایا کہ کون کون
کتابین یاد کی ہین مینے کتابونکے نام لیے حضرت نے اپنا دست
مبارک میرے سینے پر پھیرا خدا کی قسم کہ پھر مجھکو ایک لفظ بھی
یاد نہ رہی اور میرا سینہ علم لدنی سے بھر گیا مینے جو کچھ پایا اونھین
کی برکت سے پایا عوارف ورشف النصایح واعلام الہدے
فی عقیدۃ ارباب التقی وغیرہ آپکی تصنیف ہین عوارف لاجواب
کتاب ہے متاخرین مین کسی نے ایسی جامع کتاب نہین لکھی مجمع السلوک
مولفہ حضرت مخدوم شیخ سعد خیرابادی مین اسکی تعریف اور اسکا
ہندوستان مین آنا مفصل مذکور ہے اسے آپنے مکہ معظمہ مین
لکھا جب کوئی مشکل پیش آتی تھی تو طواف کرکے دعا مانگتے
تھے وہ حل ہوجاتی تھی حضرات مقتدایان دین مثل
حضرت شیخ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی حضرت شیخ
قطب الدین دمشقی صاحب رسالہ مکیہ حضرت مخدوم شاہ مینا لکھنوی

وغیرہم از اساتذۂ خویش خواندہ وسند گرفتہ و مدار
کار خود برین کتاب داشتہ والحمد للہ کہ سند این
کتاب مستطاب در خاندان فقیر بوجہ وسایط قلیلہ
خود از نوادر شمردہ می شود و آن این کہ فقیر اجازت
و سماع او از والد ماجد خود می دارد و او شان از عم خود
و او شان از والد خود حضرت مولانا شاہ تراب علی
قلندر و او شان از والد خود حضرت عارف باللہ
شاہ محمد کاظم قلندر و او شان از حضرت پیر و مرشد
خود جناب کلید عرفان شاہ باسط علی قلندر الہ آبادی
و آنحضرت بطور اویسی از حضرت مصنف کتاب
مید اشتند ارباب طریقہ از بلاد دور و نزدیک
استفتاہای مسائل از و میکردند چنانچہ در نفحات
است کہ کتب الیہ بعضهم یا سیدی ان
ترکت العمل اخلدت الی البطالة وان عملت
اَدخلنی العُجُب فکتب الیہ فی جوابہ اعمل
واستغفر اللہ من العُجب و در رسالۂ اقبالیہ
مذکور است کہ شیخ رکن الدین علاء الدولہ گفتہ
است کہ از شیخ سعد الدین حموی پرسیدند کہ شیخ
محی الدین ابن عربی را چون یافتی گفت بحر مواج

وغیرہ نے اپنے اوستادون سے پڑھکر سند لی اور اپنی تمام
امور کا مدار اسی کتاب پر رکھا اور خدا کا شکر ہے کہ اس
کتاب مستطاب کی سند میرے خاندان مین بھی بوجہ
کم واسطون کے ایسی ہے جو نہایت نادر سمجھی جاتی ہے
وہ اس طرح کہ مین نے اسے اپنے والد ماجد سے پڑھا اور
اجازت لی اور اونھون نے اپنے چچا سے اور اونھون نے اپنے
والد سے اور اونھون نے اپنے والد حضرت عارف باللہ
شاہ محمد کاظم قلندر سے اور اونھون نے اپنے پیر و مرشد حضرت
کلید عرفان شاہ باسط علی قلندر الہ آبادی سے اور اونھون نے
اویسیا حضرت مصنف کتاب سے اجازت لی ارباب
طریقت دور و نزدیک شہرون سے آپ سے مسائل پوچھا
کرتے تھے چنانچہ نفحات مین ہے کہ بعضون نے آپ کو
لکھا کہ یا حضرت اگر مین عمل چھوڑے دیتا ہون تو بطالت
مین رہ جاتا ہون اور اگر عمل کرتا ہون تو عجب مجھ مین
آیا جاتا ہے آپ نے جواب مین لکھا کہ عمل کر اور اللہ سے
عجب پر استغفار کر رسالہ اقبالیہ مین ہے کہ شیخ رکن الدین
علاء الدولہ نے فرمایا کہ شیخ سعد الدین حموی سے لوگون
نے پوچھا کہ آپ نے حضرت شیخ محی الدین ابن عربی
کو کیسا پایا فرمایا کہ دریاے ناپیدا کنار ہیں

لانهایة له گفتند که شیخ شهاب الدین را چگونه
یافت نور متابعة النبوی فی جبین السهروردی
شیئ آخر انتهی و پوشیده نماند که اقوی بودن
این تعریف نظر به مفهوم صریح است زیرا که از تعریف
نفی متابعت مفهوم نمی گردد پس تواند بود که باوجود
بحر حقایق است در کمال متابعت بوده باشد
بلکه بے کمال متابعت بحر حقایق نمی تواند بود
واللہ اعلم۔ از خلفاے ایشان حضرت نور الدین
مبارک غزنوی۔ و حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی
و شیخ نجیب الدین علی برغش شیرازی و شیخ
حمید الدین ناگوری و از جملہ مسترشدان شیخ
سعدی شیرازی بود وفات وے در غرہ محرم
سنہ ٦٣٢ شش صد و سی و دو است و مزار مبارک
درون شہر بغداد است و عمر شریف نود و سہ سال بود

والحمد للہ علی ما اعاننی فی تسوید ہذا
الشرح فقط

پھر پوچھا اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کو
فرمایا کہ نور متابعت نبوی سہروردی کی پیشانی میں
اور ہی چیز ہے۔ مخفی نہ رہے کہ اس تعریف کا زیادہ
قوی ہونا بنظر مفہوم صریح ہے کیونکہ اس سے حضرت
شیخ اکبر کی نفی متابعت نہیں پائی جاتی ممکن ہے
کہ وہ بھی باوجود بحر حقایق ہونے کے متابعت میں
بھی کامل ہوں بلکہ بلا کمال متابعت بحر حقایق ہو نہیں
سکتے۔ آپ کے خلفا میں حضرت سید مبارک غزنوی
اور حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی۔ اور حضرت
شیخ نجیب الدین علی برغش شیرازی۔ اور حضرت شیخ
حمید الدین ناگوری قدست اسرارہم ہیں۔ اور منجملہ
مسترشدین حضرت شیخ سعدی بھی تھے آپکی وفات
غرہ محرم سنہ ٦٣٢ ہجری میں ہوئی۔ عمر شریف ترانوے
سال کی ہوئی مزار مبارک اندرون شہر بغداد ہے

خداوند عالم کا شکر ہے جس نے مجھکو یہ شرح لکھنے
کی توفیق عطا فرمائی۔

باہتمام محمد قادر بخش مالک مطبع اصح المطابع تھوی ٹولہ۔ لکھنؤ
اس کارخانہ میں ہر قسم کا رنگین ملان کا کام بکفایت چھپ سکتا ہے اور حسب عندیہ دیا جاتا ہے۔ خاکسار
سے پبلک واقف ہے